عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

شب برأت
فضائل واعمال

جلد: ۴۱ | ۱۳تا۱۹؍شعبان المعظم ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۶تا۲۲؍مارچ ۲۰۲۲ء | شمارہ: ۱۱

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

قادیانیت اختیار کرنے والے سے تعلقات رکھنا

س:......جو شخص اسلام چھوڑ کر قادیانیت اختیار کرے اور قادیانی مذہب کو صحیح مان لے تو کیا ایسے شخص کے ساتھ دوستی، محبت رکھنا اور خندہ پیشانی سے ملنا اور اس کے ساتھ کھانا پینا جائز ہوگا یا نہیں؟

ج:......جو شخص اسلام کو چھوڑ کر قادیانی مذہب کو اختیار کرے گا وہ اسی وقت کافر و مرتد ہو جائے گا۔ ظاہر ہے وہ قادیانیت کو صحیح سمجھتا ہے اور اسلام کو غلط۔ جو اسلام کو غلط سمجھے، اس کے کفر میں کیا شک ہے اور جو اسلام کو چھوڑ کر باطل مذہب کو اختیار کرے وہ مرتد کہلاتا ہے، اسی لئے قادیانی کافر و مرتد ہیں خواہ وہ کلمہ نماز اور قرآن بھی پڑھتے رہیں۔ جیسے ایک ہندو، عیسائی یا یہودی اسلام کو غلط سمجھتے ہوئے کلمہ، نماز، روزہ یا قرآن پڑھیں تو وہ مسلمان نہیں ہوں گے، بالکل اسی طرح جب تک قادیانی اسلام کو غلط اور مرزا غلام احمد قادیانی کو اور اس کے تمام دعاوی کو صحیح سمجھتے رہیں گے، مسلمان نہیں ہوسکتے۔ ہاں اگر کوئی قادیانی مسلمان ہونا چاہے تو اسے مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیجنا ہوگی اور اسے جھوٹا، مکار، دھوکا باز، نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا کافر و مرتد و دائرہ اسلام سے خارج ماننا پڑے گا اور قادیانی گروہ کو گمراہ اور ہدایت سے دور مانتے ہوئے توبہ و استغفار کر کے محمد عربی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے، دین و مذہب کو برحق ماننا ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننا ہوگا اور یہ کہ اب قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی نبوت جاری ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ، صحیح سلامت آسمانوں پر موجود ہیں، قربِ قیامت میں آسمان سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے نزول فرمائیں گے۔ اگر اس عقیدہ میں کسی کو ذرا سا بھی شک ہو تو وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اگر کوئی قادیانی ہے یا قادیانیت کو صحیح مانتا ہے تو وہ مرتد ہے، ایسے شخص کے ساتھ کسی قسم کے تعلقات اور میل جول رکھنا جائز نہیں۔ اسی طرح خندہ پیشانی سے ملنا، گلے ملنا یا مصافحہ کرنا، اس کے ساتھ کھانا پینا، شادی بیاہ کرنا یا غمی وخوشی میں شریک ہونا ناجائز اور ممنوع ہے:

”کما قال العلامة محمد بن عبدالله التمرتاشیؒ:

ومن ارتد عرض الحاكم عليه السلام استحبابا..... وتكشف سبهه ويحبس وجوبا ثلاثة ايام فان اسلم فبها والأقتل لحديث من بدل دينه فاقتلوه۔“

(الدرالمختار مع الرد المحتار ص:۳۱۲، ج:۳)

ہاں اگر کسی کے بارے میں ظن غالب ہو کہ اگر ہم اس کے ساتھ تعلق رکھیں گے اور اس کو دین کے بارے میں معلومات اور ہدایات دیتے رہیں گے تو ان شاء اللہ! یہ دین اور ہدایت کی طرف پلٹ آئیں گے تو یہ کوشش ضرور کرنی چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوّۃ

جلد:۴۱ ۱۳تا۱۹/شعبان المعظم ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۶تا۲۲/مارچ ۲۰۲۲ء شمارہ:۱۱

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

توہینِ مذہب کے مجرموں کو سزا نہ ملنا تشدد کا سبب	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
شبِ برأت.... فضائل واعمال	۶	مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی
مدرسہ کیا ہے؟	۹	خطاب: مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
مرا حوصلہ ہی حجاب ہے!	۱۴	ضیاء چترالی
یومِ حساب سے پہلے محاسبہ کی ضرورت (۲)	۱۷	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
تبلیغی ودعوتی اسفار	۲۰	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
قادیانیوں سے مناظرے!	۲۴	ڈاکٹر دین محمد فریدی صاحب

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ڈالر
فی شمارہ ۱۵روپے، ششماہی: ۳۵۰روپے، سالانہ: ۷۰۰روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

توہینِ مذہب کے مجرموں کو سزا نہ ملنا تشدد کا سبب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

ہمارے ملک میں آئے دن ایک ہجوم اٹھتا ہے اور وہ کسی پر توہین مذہب کا الزام لگا کر اس کو زدوکوب کرتا ہے یا قتل کر دیتا ہے، آیا شرعاً یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور دوسرا یہ کہ اس کا سبب کیا ہے؟ اس پر اسلامی نظریاتی کونسل میں غور وخوض کیا گیا اور اس نے جو نتیجہ اخذ کیا وہ اخبارات میں یوں رپورٹ کیا گیا:

’’اسلامی نظریاتی کونسل کے جاری اعلامیہ میں کہا گیا ہے کسی شخص پر توہین مذہب، توہین قرآن یا توہین رسالت کا الزام لگا کر اسے تشدد کا نشانہ بنانا غیر شرعی، غیر انسانی اور اسلامی اصولوں سے انحراف ہے۔ کونسل کا کہنا ہے کہ مشتعل ہجوم کی جانب سے الزام لگا کر کسی شخص پر بہیمانہ تشدد نہ عقل کی کسوٹی پر پورا اترتا ہے، نہ مذہب کی تعلیمات کے موافق ہے۔ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ توہین رسالت کے حقیقی مجرموں کو بروقت سزا نہ دینا سانحہ تلمبہ یا سیالکوٹ کو جواز دیتا ہے۔ عدالتوں سے توہین رسالت کے حقیقی مجرمان کو سزا نہ ملنا تشدد کے رجحانات کا باعث ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے مستقبل میں سانحہ سیالکوٹ جیسے افسوسناک واقعات کی روک تھام کے لئے تجاویز دیتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت، ماہرین پر مشتمل کمیشن قائم کرے جو پرتشدد واقعات کی روک تھام کے لئے تجاویز پیش کرے۔ کمیشن میں نفسیات، معاشرت، قانون، مذہب اور معیشت کے ماہر افراد شامل ہوں، جو معاشرے سے تشدد کے خاتمے کے لئے اقدامات تجویز کریں۔ کونسل کا تجاویز دیتے ہوئے مزید کہنا ہے کہ احترامِ انسانیت سے متعلق آیات واحادیث کا ترجمہ مساجد وامام بارگاہوں اور تعلیمی اداروں میں آویزاں کیا جائے۔ میڈیا پر پروگرامز میں احترامِ انسانیت سے متعلق شرعی احکامات کے لئے اوقات مخصوص کئے جائیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل کا کہنا ہے کہ مختلف قومی اور بین الاقوامی عوامل اور محرکات کے باعث مشرقی خاندانی روایتی نظام شکست وریخت کا شکار ہے۔ معاشرے کی اصلاح کے ساتھ اس روایتی مشرقی خاندانی نظام کو بحال کرنے کے لئے کاوشیں بھی ناگزیر ہیں۔‘‘ (روزنامہ امت کراچی، ۲۴؍فروری ۲۰۲۲ء)

ہم اسلامی نظریاتی کونسل کی اس بات سے سو فیصد متفق ہیں کہ جن پر توہین مذہب یا توہین رسالت کے مقدمات قائم ہوئے ان کو بروقت سزا دے دی جاتی تو ملک میں ایسے واقعات کبھی رونما نہ ہوتے۔ یہاں تو یہ عام کلچر بن چکا ہے کہ توہین مذہب، توہین رسالت یا توہین قرآن کرو، اپنے خلاف ایف آئی آر کٹواؤ اور دین دشمن اور اسلام دشمنوں کی توجہ کا مرکز بن جاؤ، نعوذ باللہ من ذٰلک۔ اس سے بیرونِ ملک کا ویزہ اور نیشنلٹی آرام سے مل جائے گی۔

بہرحال اب بھی ایسے تمام مقدمات میں سزا یافتہ لوگوں کو بروقت اور قانون کے مطابق سزا ملنا شروع ہو جائے تو ان شاء اللہ! لوگوں کے رویے میں بہت جلد تبدیلی آنا شروع ہو جائے گی۔

عورت مارچ کی بجائے حجاب کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے

اہلِ پاکستان کو ضرور اس خبر سے خوشی ہوگی کہ ہمارے ملک کے وزیر مذہبی امور جناب نورالحق قادری صاحب نے وزیر اعظم پاکستان کو ایک خط

لکھا ہے کہ ۸/مارچ کو جو عورت مارچ ہوتا ہے، اس پر پابندی لگائی جائے اور اس دن کو یومِ حجاب کے طور پر منایا جائے، لیکن ہم عرض گزار ہیں کہ یومِ حجاب منانے کی بجائے حجاب کی اہمیت اُجاگر کرنے کے لئے علماء کرام اور میڈیا کو ہدایات جاری کی جائیں، بہرحال وزیر صاحب موصوف نے جو خط لکھا، اس کی کاپی صدرِ پاکستان کو بھی بھیجی گئی ہے۔ خبر ملاحظہ ہو:

''اسلام آباد (نوائے وقت رپورٹ) وفاقی وزیر مذہبی امور پیر نورالحق قادری نے ''عورت مارچ'' کے انعقاد کی اجازت نہ دینے کی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ عورت مارچ سے یہ تاثر ملتا ہے کہ مسئلہ حقوقِ نسواں سے زیادہ اسلامی نظام معاشرت سے ہے۔ وفاقی وزیر نے وزیراعظم عمران خان کو لکھے گئے خط میں کہا کہ ہر سال عورتوں کے حقوق اور ان کے احترام کے عہد کو دہرانے کے لئے ۸/مارچ کا دن یوم خواتین کے طور پر منایا جاتا ہے، جس میں حقوق نسواں کے علمبردار افراد اور ادارے خواتین کے حقوق کو بیان کرتے ہیں اور ان کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں کو ختم کرنے کا عزم دہراتے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ پاکستان میں گزشتہ کچھ سالوں سے ''عورت مارچ'' کے نام سے خواتین کے حقوق سے متعلق آگاہی اور شعور بیدار کرنے کی مہم شروع کی گئی ہے، بظاہر عورت مارچ کو حقوق نسواں کے تحفظ کا عنوان دیا گیا ہے، لیکن اس مارچ میں جس طرح کے بینرز، پلے کارڈز اور نعروں کا اظہار کیا جاتا ہے، اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ مسئلہ حقوقِ نسواں سے زیادہ اسلامی نظام معاشرت سے ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے اور یہاں کی اکثریت اصولی طور پر اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کی خواہشمند ہے، لہٰذا موجودہ یا کسی بھی دور کا نظام اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے نظام کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ انہوں نے عورت مارچ کے حوالے سے یہ تجاویز پیش کرتے ہوئے کہا کہ آئندہ ۸/مارچ کو منائے جانے والے یوم خواتین پر کسی بھی طبقے کو عورت مارچ یا کسی بھی دوسرے عنوان سے اسلامی شعائر، معاشرتی اقدار، حیا و پاکدامنی، پردہ و حجاب وغیرہ پر کیچڑ اچھالنے یا تمسخر اڑانے کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی، کیونکہ ایسا کرنا مسلمانانِ پاکستان کے لئے اذیت ناک، تکلیف دہ اور باعث تشویش ہے۔ انہوں نے مزید تجویز دی کہ عورت مارچ، حیا مارچ اور خواتین مارچ یا کسی بھی دوسرے عنوان سے ریلیاں اور پروگرام منعقد کرنے والوں کو خواتین کے حقیقی مسائل جیسے عورت کی میراث کا حق، گھریلو تشدد، ہراساں کرنے، وسائل کی عدم دستیابی، عورتوں کی تعلیم، جبری نکاح، جنسی استحصال پر روشنی ڈالنے کی ترغیب دینی چاہئے۔ نورالحق قادری نے تجویز دی کہ ۸/مارچ ۲۰۲۲ء کو بین الاقوامی یومِ حجاب کے طور پر منایا جائے اور دنیا بھر میں بسنے والی ان مسلمان خواتین سے یکجہتی کا اظہار کیا جائے جنہیں مذہبی آزادی اور بنیادی انسانی حقوق کے حصول کے لئے سخت جدوجہد اور امتیازی سلوک کا سامنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس دن پر اقوامِ متحدہ کی توجہ بھارت اور مقبوضہ کشمیر میں مسلمان خواتین کے ساتھ لباس پر روا رکھے جانے والے امتیازی سلوک کی جانب مبذول کرائی جائے اور ان سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ مسلمانوں کی مذہبی آزادی کا خیال رکھتے ہوئے ہندوستان کی حکومت سے اس امتیازی سلوک کو ختم کرائے، انہوں نے وفاق اور صوبوں میں سرکاری سطح پر بین الاقوامی یوم حجاب منانے کے لئے پروگرام منعقد کرانے کی بھی تجویز دی۔'' (روزنامہ نوائے وقت کراچی، ۱۸/فروری ۲۰۲۲ء)

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں دین کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے، پاکستان کو استحکام نصیب فرمائے اور ہمارے ملک کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدات کی مکمل حفاظت فرمائے، آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین

شب برأت: فضائل واعمال

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

عربی زبان میں ''برأت'' کے معنی ''چھٹکارا پانے'' کے ہیں، لیلۃ البرأ کی تشریح، درجنوں احادیث کریمہ کی روشنی میں جہنم سے نجات اور خلاصی پانے کی رات سے کی گئی ہے؛ چوں کہ شعبان کی پندرھویں شب میں اللہ عز وجل اپنی تمام مخلوق کی طرف (خصوصی) تجلی فرماتا ہے، بندوں کے دامن مراد کو خوشیوں سے بھر دیتا ہے، بخشش ومغفرت کے ہرسمت دہانے کھول دیتا ہے اور آسمان دنیا سے نام بہ نام ندا لگائی جاتی ہے: ہے کوئی مغفرت کا طالب کہ میں اس کی مغفرت کردوں؟ ہے کوئی مانگنے والا کہ میں اس کو عطا کردوں؟ ہے کوئی فلاں؟ ہے کوئی فلاں؟ (فضائل الاوقات للبیہقی) غرض: شب برأت رحمتوں کی برسات، مغفرتوں کی سوغات ہے اور گناہ گاروں کے لئے الطاف الٰہی سے فائدہ اٹھانے کی مقدس رات ہے۔

زیر نظر مضمون میں ہمارا مقصد معتبر روایات کی روشنی میں شب برأت کی اہمیت وفضیلت کو اجاگر کرنا، اس میں مشروع اعمال کی وضاحت کرنا اور اس تعلق سے ہونے والی بے اعتدالیوں کی نشان دہی کرنا ہے۔

شب برأت کی فضیلت:

ذخیرۂ احادیث میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ شب برأت کی اہمیت وفضیلت سے متعلق متعدد روایات، صحیح اسانید کے ساتھ کتب حدیث میں موجود ہیں؛ جن میں سے بعض کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

۱:... حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو اپنی تمام مخلوق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، پس اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق کو بخش دیتے ہیں سوائے مشرک اور کینہ پرور کے۔''

(صحیح الترغیب والترہیب للالبانی، رجالہ ثقات)

۲:... حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: جب نصف شعبان کی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، پس تمام مخلوق کو بخش دیتے ہیں اور کافروں کو ڈھیل دیتے ہیں اور بغض رکھنے والوں کو ان کے بغض کے ساتھ چھوڑ دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ اس کو ترک کر دیں۔ (یعنی جب تک وہ بغض اور کینہ ختم نہ کریں گے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت بھی نہیں فرمائے گا)۔

(صحیح الجامع الصغیر للالبانی، اسنادہ حسن)

۳:... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: میں نے اللہ کے رسول کو ایک رات گم پایا، میں (آپ کو تلاش کرنے کے لئے) نکلی تو آپ بقیع (مدینہ کا قبرستان) میں موجود تھے۔ چناں چہ آپ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تجھے اس بات کا اندیشہ تھا کہ اللہ اور اس کے رسول تجھ سے ناانصافی کریں گے؟ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرا گمان یہ تھا کہ آپ اپنی کسی دوسری بیوی کے پاس گئے ہوں گے۔ پس آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور بنوکلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ (گناہوں) کی مغفرت فرماتا ہے۔ (رواہ الترمذی)

۴:... حضرت علیؓ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جب شعبان کی پندرھویں شب ہو تو اس رات قیام کرو اور اس کے بعد والے دن روزہ رکھو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس رات سورج ڈوبتے ہی آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے: کیا کوئی مغفرت کا طلب گار ہے کہ میں اس کو بخش دوں، کیا کوئی رزق چاہنے والا ہے کہ میں اس کو رزق عطا کروں، کیا کوئی مصیبت کا مارا ہوا ہے کہ میں اس کو عافیت دوں، کیا کوئی ایسا ہے، کیا کوئی ایسا ہے، یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔

(سنن ابن ماجہ وصحہ ابن حبان)

شب برأت؛ کیا کریں، کیا نہ کریں؟:

اس باب کی مختلف روایات کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ پندرہ شعبان کے سلسلے میں درج ذیل تین کام صحیح احادیث سے ثابت ہیں:

ا:... اس رات' اللہ سبحانہ وتعالیٰ جتنی توفیق دیں، اتنی دیر گھر میں انفرادی عبادتیں کریں اور اگر نیند کا تقاضا ہو تو آرام کرلیں پھر تہجد کے وقت بیدار ہوکر نوافل پڑھیں؛ مگر یاد رکھیں! اس رات کی کوئی مخصوص عبادت مثلاً بارہ رکعتیں پڑھنا اور ہر رکعت میں تیس دفعہ ''قُلْ ھُوَ اللّٰہُ'' پڑھنا کسی بھی صحیح یا حسن روایت سے ثابت نہیں ہے؛ بلکہ اس رات کی مخصوص عبادات کے حوالے سے جتنی روایات مروی ہیں وہ موضوعات کے درجے کی ہیں؛ جن پر عمل کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ بخشش ومغفرت کی اس عظیم رات کو ہم نے ہنگاموں کی رات بنا دیا ہے، مسلمان مسجدوں اور قبرستانوں میں جمع ہوتے ہیں، کھاتے پیتے اور شور شرابا کرتے ہیں، یہ سب خرافات ہیں جن سے بچنا ضروری ہے۔

۲:... اس رات حسب سہولت عبادت کا اہتمام کرنے کے بعد اگلے دن روزہ رکھنا ہے، یہ روزہ مستحب ہے۔ ویسے عمومی اعتبار سے شعبان کے مہینے میں روزہ رکھنا اللہ کے رسول سے ثابت ہے؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو پندرہ شعبان کے بعد روزہ رکھنے سے شفقتاً منع فرما دیا تاکہ رمضان کے روزوں میں سستی پیدا نہ ہو۔ اس لئے شعبان کے مہینے کی عمومی فضیلت کے تحت یا ایامِ بیض میں روزہ رکھنے والی صحیح احادیث سے استدلال کرتے ہوئے اس دن روزہ رکھا جا سکتا ہے۔ حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کے رسول ہمیں ایامِ بیض یعنی ہر مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے (مسند احمد) اس کے علاوہ پندرہ شعبان کے روزے سے متعلق حضرت علیؓ کی مستقل روایت بھی ہے؛ جس سے اس عمل کی تائید ہو جاتی ہے۔

۳:... اس رات میں اپنے لئے، اپنے مرحومین کے لئے اور پوری امت کے لئے مغفرت کی دعا کریں، اس کے لئے قبرستان جانا ضروری نہیں، اس رات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان ضرور گئے ہیں، مگر چپکے سے گئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اتفاقاً پتہ چل گیا، نیز حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات میں قبرستان جانے کا کوئی حکم بھی نہیں دیا، اس لئے کبھی کبھار زندگی میں اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔

مندرجہ بالا تین اعمال ہی شب برأت کے موقع پر کرنے سے متعلق ہیں، ان کے علاوہ دیگر تمام اعمال خلافِ سنت، بدعات وخرافات اور ایجاد بندہ کی قبیل سے ہیں، جن کی شریعت اسلامیہ میں قطعاً گنجائش نہیں۔ ذیل میں قدرے تفصیل کے ساتھ چند خرافات ورسومات کا ذکر کیا جارہا ہے، ان سے بچنے کی فکر کریں!

آتش بازی:

اس رات ہونے والی بدعات وخرافات میں سب سے بدترین رسم ''آتش بازی'' ہے، جو مختلف گناہوں اور معصیتوں کا مجموعہ ہے۔ آتش بازی میں جہاں اسراف وفضول خرچی اور دوسروں کو تکلیف پہنچانے کا گناہ ہے وہیں آتش پرستوں اور کفار ومشرکین کی نقالی بھی ہے، بڑی دھوم دھام کے ساتھ بعض نوجوان اس مبارک رات کی عظمت کو پامال کرتے ہوئے آگ کا یہ کھیل کھیلتے ہیں اور خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی نیاز مندی اور عبادت واستغفار کا تحفہ پیش کرنے کے بجائے بے ہودہ کھیلوں اور پٹاخوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔

چراغاں کرنا:

شبِ برأت کے موقع پر بعض لوگ گھروں، مسجدوں اور قبرستانوں میں چراغاں کرتے ہیں، یہ بھی اسلامی طریقے کے خلاف ہے اور غیر مسلموں کے تہوار کی نقل ومشابہت ہے۔ علامہ بدرالدین عینیؒ نے لکھا ہے کہ: چراغاں کی رسم کا آغاز یحییٰ بن خالد برمکی سے ہوا ہے، جو اصلاً آتش پرست تھا، جب وہ اسلام لایا تو اپنے ساتھ آگ اور چراغ کی روشنی بھی لایا، جو بعد میں جاکر مسلم سوسائٹی کا حصہ بن گیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اس کو مذہبی رنگ دے دیا گیا۔ (عمدۃ القاری)

اسی طرح غیر مسلموں کے ساتھ میل جول کی وجہ سے یہ رسم ہم نے اسلام میں داخل کرلی اور غیروں کی نقالی کرنے لگے، جب کہ غیروں کی نقل ومشابہت پر احادیث مبارکہ میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔

حلوہ پکانا:

شبِ برأت میں بعض لوگ حلوہ بھی پکاتے ہیں؛ حالاں کہ اس رات کا حلوے سے کوئی تعلق نہیں۔ آیات کریمہ، احادیث شریفہ، صحابہ کرامؓ کے آثار، تابعین وتبع تابعین کے اقوال اور بزرگانِ دین کے عمل میں کہیں اس کا تذکرہ اور ثبوت نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ شیطان نے یہ سوچا کہ اس رات میں عبادت واستغفار کے ذریعے اللہ تعالیٰ لاتعداد لوگوں کی مغفرت فرمائے گا اور ان کی نیکیوں میں اضافہ ہوگا تو مجھ سے یہ بات کیسے برداشت ہوگی؛ اس لئے اس نے مسلمانوں کو ان خرافات میں پھنسا کر سنّت طریقے سے دور کردیا۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک

جب شہید ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلوہ نوش فرمایا تھا، یہ بات بالکل من گھڑت اور بے اصل ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک غزوۂ احد میں شہید ہوئے تھے، اور غزوۂ احد ماہِ شوال میں پیش آیا تھا، جب کہ حلوہ شعبان میں پکایا جاتا ہے، دانت ٹوٹنے کی تکلیف ماہِ شوال میں اور حلوہ کھایا گیا دس مہینے بعد شعبان میں، کس قدر بے ہودہ اور باطل خیال ہے!

غرض یہ تمام رسمیں خرافات اور بے اصل ہیں، جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں؛ لہٰذا ان سب چیزوں سے احتراز لازم ہے، ہماری کامیابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں مضمر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

’’کُلُّ اُمَّتِی یَدخُلُونَ الجَنَّ اِلَّا مَن اَبٰی، قَالُوا: وَمَن یَّابٰی قَالَ مَن اَطَاعَنِی دَخَلَ الجَنَّ وَمَن عَصَانِی فَقَد اَبٰی۔‘‘ (بخاری شریف ۲/۱۰۸۱، حدیث ۷۲۸۰)

یعنی میری امت کا ہر ہر فرد جنت میں داخل ہوگا؛ مگر جو انکار کرے گا اور بات نہیں مانے گا وہ جنت سے دور رہے گا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! انکار کون کرسکتا ہے؟ ارشاد ہوا: جو شخص میری اطاعت وفرماں برداری کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو نافرمانی کرے گا اس نے گویا انکار کردیا، جس کی وجہ سے وہ جنت سے محروم رہے گا۔

(ملخص از ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، جون، 2015ء)

خوش نصیب، سعادت مند اور نیک بخت ہیں وہ خوش عقیدہ مسلمان جو رحمت ونور میں ڈوبی ہوئی، نور ونکہت سے معمور اس شب کو اللہ عز وجل کی اطاعت وفرمانبرداری میں گزارتے ہیں اس شب کی قدر ومنزلت کو ذہن وفکر میں رچا بسا کر اپنے مالک حقیقی کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرتے ہیں، اپنے خالق حقیقی سے لو لگا کر انوار وبرکات حاصل کرنے کی تگ ودو کرتے ہیں، اپنے گناہوں پر نادم وشرمندہ ہو کر اس کی بارگاہ عالی میں سچی توبہ کا عزم کرتے ہیں، انابت واستغفار کے بعد آئندہ کے لئے دین پر استقامت کی دعائیں کرتے ہیں اور اقبال مرحوم کی زبانی یوں گویا ہوتے ہیں:

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرمِ خانہ خراب کو ترے عفوِ بندہ نواز میں

☆☆.........................☆☆

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، دریا خان مری

دریا خان مری (قاری عبداللہ فیض) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ دریا خان مری کے زیر اہتمام جامع مسجد ابوبکر نزد جمالی پیٹرول پمپ دریا خان مری میں بروز جمعہ ۱۱ر فروری ۲۰۲۲ء سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس نواب شاہ کی تیاری کے سلسلہ میں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس بعد نمازِ مغرب تا رات گئے جاری رہی۔ کانفرنس زیر سرپرستی قاری محمد حسن مورو جو، زیر نگرانی قاری نیاز احمد خاصخیلی وعبدالشکور اعظم انصاری، زیر صدارت مفتی محمد اسماعیل آرائیں، اسٹیج سیکریٹری کے فرائض قاری عبدالماجد خاصخیلی نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس کا آغاز بعد نمازِ مغرب تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا۔ تلاوت کی سعادت قاری محمد شاہد نے حاصل کی، بعد از تلاوت حافظ محمد راہو نے حمد ونعت پیش کی۔ بعد ازاں حضرت مولانا عبدالرحمٰن ڈنگراج (امیر JUI ضلع نوشہرو فیروز) نے بیان کیا اور پھر نمازِ عشاء کا وقفہ کیا گیا۔ دوسری نشست میں تلاوت قرآن کریم کی سعادت حضرت قاری محمد اکبر مورو جو نے حاصل کی۔ حضرت مولانا تجمل حسین (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ ڈویژن) نے بیان کیا اور نواب شاہ ختم نبوت کانفرنس کے لئے دعوت دی، حضرت مولانا قاضی احسان احمد (مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کراچی) نے خطاب کیا۔ بعد ازاں حضرت مولانا محمد ابراہیم میکھو نے بیان کیا اور اختتامی دعا کرائی۔ کانفرنس میں مولانا محمد احمد حنفی، حافظ محمد اسحاق، حافظ عبدالحلیم، حافظ گل شیر، حافظ محمد عرفان، بھائی عبدالروٗف انصاری، بھائی امجد حسین خاصخیلی، استاذ محمد اصغر ملک، استاذ محمد منیر ملک، بھائی راشد خاصخیلی اور بھائی شاہد حسین خاصخیلی، بھائی عبدالغفور مونیجو، محمد نعیم، حافظ محمد ارشد مری، شوکت حسین خاصخیلی، محمد اشرف راجپوت، منور ملک سمیت ودیگر احباب نے بھرپور شرکت کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام ساتھیوں کے تعاون اور محنت وکوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اس کانفرنس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہم سب کو تا دمِ آخر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک شفاعت کے حصول کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

مدرسہ کیا ہے؟

خطاب: شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

ضبط وترتیب: مفتی عبدالقیوم آرائیں حقانی

۲۰/ فروری ۲۰۲۲ء مطابق ۱۸/ رجب المرجب ۱۴۴۳ھ کو جامعہ اسلامیہ لاڑکانہ میں منعقدہ ''ختم بخاری شریف'' کی تقریب میں شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے خطاب فرمایا، جسے مفتی عبدالقیوم آرائیں حقانی نے قلم بند کیا ہے۔ اس کی افادیت کے پیش نظر ہم اسے اپنے قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا: آج اس جامعہ میں بڑی مسرت محسوس کر رہا ہوں، مسرت کے اور غم کے ملے جلے جذبات سے یہاں حاضری دے رہا ہوں۔ مسرت اس بات کی کہ الحمدللہ! شہید اسلام علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو قدس اللہ تعالیٰ سرہ کے لگائے ہوئے اس چمن میں تقریباً بیس سال کے بعد مجھے حاضری کا موقع مل رہا ہے اور غم اس بات کا کہ آج ایسے موقع پر آنا ہوا جب آپؒ اس دنیا میں موجود نہیں ہیں، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں شہادت کا اتنا بڑا مرتبہ عطا فرمایا کہ اس کے آگے بے شمار زندگیاں ہیچ ہیں۔ میں کبھی ایک شعر کہا کرتا تھا، اللہ تعالیٰ مجھے بھی اس کا مصداق بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ شعر یہ ہے:

وہ جان کیا جو نہ ہو خرچ تیرے رستے میں
جو تیرے در پہ نہ بہہ جائے وہ لہو کیا ہے

اللہ تعالیٰ نے ان کو جان بھی ایسی دی جو جانوں کی جان اور لہو بھی ایسا دیا جو لہوؤں کا لہو ہے۔

افسوس ہے کہ ان کی شہادت کو آج آٹھ سال کے قریب ہو رہے ہیں لیکن دوسرے شہداء کی طرح ان کے قاتلوں کو ابھی تک کیفرِ کردار تک نہیں پہنچایا گیا، یہ ہمارے دور کا ایک المیہ ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں امن و امان بھی عطا فرمائے اور جو وطن کی خاطر، اسلام کی خاطر اپنی جانیں دیتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے قاتلوں کو اور ان کے دشمنوں کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

اس وقت رات بہت بیت چکی ہے، بارہ بج چکے ہیں، رات آدھی سے زیادہ گزر چکی ہے، اس لئے میں آپ حضرات کو بہت زیادہ تنگ نہیں کرنا چاہتا اور خاص طور پر اس لئے بھی کہ آواز کہیں باہر نہ جارہی ہو، گھروں میں لوگ آواز کی وجہ سے ڈسٹرب نہ ہو جائیں۔ لیکن میں مختصر سی ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں، میں مدرسہ کا تعارف کرانا چاہتا ہوں، مدرسہ کیا ہے، مدرسہ کس کو کہتے ہیں؟

افسوس ہے کہ ہمارے زمانے میں لوگ مدارس پر تنقید تو بہت کرتے ہیں، طرح طرح کے اعتراضات بھی کرتے ہیں اور اگر کوئی تنقید کسی نظام کو اچھی طرح سمجھ کر کی جائے تو وہ اس نظام کو بہتر بنانے میں مدد دیتی ہے، وہ تعمیری تنقید ہوتی ہے اس سے فائدہ ہوتا ہے، اس سے ادارے ترقی کرتے ہیں۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ بکثرت مدارس پر جو تنقید کی جاتی ہے وہ ان کو دیکھے بغیر، ان کے نظام کو سمجھے بغیر اور ان کے حالات سے باخبر ہوئے بغیر کی جاتی ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ سوائے اس کے کہ وہ دین کی تعلیم گاہوں کو بدنام کرنے کی ایک کوشش ہوتی ہے۔ اس لئے آج میں مختصراً آپ کے سامنے مدرسہ کا تعارف کرانا چاہتا ہوں۔

مدرسہ عربی زبان کا لفظ ہے اور عربی زبان کے اعتبار سے اس کا معنی ہے پڑھنے پڑھانے کی جگہ، وہ جگہ جہاں تعلیم دی جائے اور تعلیم حاصل کی جائے اس کو مدرسہ کہتے ہیں۔

سب سے پہلا مدرسہ جو شروع ہوا، اصحاب صُفّہ کا مدرسہ ہے جو حضور سرور عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے صُفّہ کے چبوترے پر شروع فرمایا، اصحابِ صُفّہ کا مدرسہ یہ پہلا مدرسہ تھا جو نبی کریم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم کردہ مدرسہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا مجھے بھیجا ہی گیا ہے تعلیم کے لئے، میں مُعلِّم بنا کر بھیجا گیا ہوں، اور مُعلِّم بھی کون ہے جو اُمّی ہے، جس کو لکھنا نہیں آتا جس کو پڑھنا بھی نہیں آتا جس نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا، جو اُمّی ہے۔ اُمّی و نکتہ دانِ عَالَم۔

یہ فیضی، آدمی تو بڑا غیر معقول تھا لیکن اس نے دو شعر حضور ﷺ کے بارے میں کہے ہیں:

اُمّی و نکتہ دانِ عالَم
بے سایہ و سایہ دارِ عالَم

تو اس اُمّی نے یہ مدرسہ قائم فرمایا صُفّہ پر۔اس مدرسہ میں کوئی کتاب تھی جو پڑھی جاتی تھی؟ کوئی نصاب تھا جو پڑھا جاتا تھا؟ کوئی کتاب نہیں۔

صرف ایک شخصیت ہے خاتم الانبیاء سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کہ بس اسے دیکھتے جاؤ اور پڑھتے جاؤ۔اس کی ادائیں دیکھتے جاؤ، اس کا چہرہ مبارک دیکھتے جاؤ، اس کا اٹھنا بیٹھنا دیکھتے جاؤ، اس کا کھانا پینا دیکھتے جاؤ، تو اسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی ان کی ’’ان صحابہ کرام کی‘‘ وہاں سے یہ مدرسہ شروع ہوا تھا یعنی صُفّہ سے۔

وہاں کی یہ صورت حال تھی کہ ایسے لوگ آئے ہوئے تھے جو ساری دنیا کو تج کر، دنیا کو ٹھوکر مار کر صرف نبی کریم سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی خاطر ساری دنیا کو ٹھکرا کر صُفّہ کے چبوترے پر آ کر پڑے تھے، بسا اوقات کھانے کو کچھ نہیں ہوتا تھا، فاقے اٹھاتے تھے، فاقہ کشی کرتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں مسجدِ نبوی کے کنارے بھوک کی شدت کی وجہ سے اس طرح لیٹا ہوا ہوتا تھا کہ تقریباً بیہوش ہوتا تھا اور کبھی کبھی یہاں تک نوبت آتی تھی کہ اندازہ ہوتا تھا کہ بھوک کی وجہ سے کہیں مجھے موت نہ آ جائے تو میں کسی صحابی کے ساتھ چل پڑتا تھا جو نماز پڑھ کر جا رہے ہوتے تھے، میں ان سے قرآن شریف کی ایک آیت پوچھتا تھا کہ بھائی مجھے قرآن شریف کی وہ والی آیت پڑھا دیجئے، حالانکہ وہ آیت مجھے آتی تھی، صرف اس لئے پوچھتا تھا کہ میں تھوڑی دیر ان کے ساتھ چلوں گا شاید اس کو میرے حال پر رحم آ جائے اور مجھے اپنے ساتھ کھانے کے لئے لے جائے۔

یہ وہ ابو ہریرہؓ ہیں جنھوں نے 5374 احادیث روایت کی ہیں، اصحابِ صُفّہ میں سے ایک یہ بھی تھے۔ یہ کیوں یہاں پر آ کر پڑ گئے تھے؟ بظاہر تو لکھنے پڑھنے کا رواج بھی رفتہ رفتہ بڑھ رہا تھا۔قرآن کریم کی پہلی آیت جو نازل ہوئی تھی ’’عَلَّمَ بِالْقَلَم‘‘ اللہ تعالیٰ نے قلم کے ذریعے تعلیم دی، قلم کا ذکر پہلی وحی میں آ گیا تھا، لہٰذا پڑھنا لکھنا شروع ہو گیا اور علوم بھی دنیا کے اندر جو دنیا کے علوم تھے وہ پڑھائے جا رہے تھے۔

اس زمانے میں اگر آپ دیکھیں تو بڑی بڑی رصدگاہ قائم تھیں بڑے بڑے ادارے قائم تھے مگر یہ اَصحابِ صُفّہ ان سب کو چھوڑ کر آخر یہاں آ کر پڑے تھے کیوں؟

اس لئے آ پڑے تھے کہ اور دنیا کے سارے علوم وفنون یا ساری یونیورسٹیاں جو کچھ سکھاتی تھیں جو علم دیتی تھیں وہ جا کر قبر کے کنارے ختم ہو جاتا تھا۔ سارے علوم چاہے وہ ریاضی ہو، چاہے وہ جیومیٹری ہو، چاہے وہ جغرافیہ ہو، چاہے وہ سائنس ہو، کچھ بھی ہو جتنے علوم ہیں ان کی انتہا جا کر کہاں ہوتی ہے؟ بس قبر تک کے حالات سے آپ کو واقف کرتے ہیں۔ قبر کے اندر جانے کے بعد کیا ہوگا؟ اور پھر دوسری زندگی جب آئے گی تو اس وقت کیا ہوگا؟ اس کے بارے میں نہ کوئی سائنس آپ کو بتاتی ہے، نہ کوئی جغرافیہ آپ کو بتاتا ہے، نہ ریاضی آپ کو بتاتی ہے۔ اگر کوئی بتاتا ہے تو صرف نبی کریم سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم بتاتے ہیں، آپ کے سوا کوئی یہ نہیں بتا سکتا کہ جب تم قبر میں چلے جاؤ گے اور قبر میں جانے کا کوئی وقت متعین نہیں ہے۔کوئی سائنس بتا سکتی ہے کہ کب تک تم زندہ رہو گے؟ کب قبر کے کنارے تک پہنچ جاؤ گے؟ کوئی سائنس بیان نہیں کر سکتی۔

اس پر اتفاق ہے، اجماع ہے پورے انسانوں کا، وہ چاہے دہریہ کیوں نہ ہو، خدا کو بھی نہ مانتا ہو لیکن موت کو تو مانتا اور اس بات کو بھی مانتا ہے کہ موت کا کوئی وقت متعین نہیں ہے، پتہ نہیں کب آ جائے۔تو عجیب معاملہ ہے کہ جس زندگی کا کوئی پتہ نہیں کب ختم ہو جائے اس کے لئے تو ساری محنتیں ہیں اس کے لئے تو ساری تگ ودو ہے، اس کے لئے تو ساری دوڑ دھوپ ہے، اس کے لئے سارے علوم وفنون ہیں، لیکن جب لوگ ہمیں اٹھا کر لے جاتے ہیں قبر میں، قبر میں جا کر تنہا چھوڑ دیتے ہیں اور بزبان حال مردہ یہ کہتا ہے:

شکریہ اے قبر تک پہنچانے والو! شکریہ
اب اکیلے ہی چلے جائیں گے اس منزل سے ہم

تو اس کے بعد کیا ہونا ہے؟ یہ بات سب سے پہلے مدرسہ نے سکھائی ہے، اس مدرسہ نے جس کی بنیاد نبی کریم سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی۔لیکن ساتھ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور قرآن کریم نے سب سے پہلے ہمیں یہ دعا سکھائی تھی:

’’رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الآخِرَةِ حَسَنَةً.....‘‘ ’’کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا بھی اچھی دیجئے اور آخرت بھی اچھی دیجئے۔‘‘

اس لئے دنیا کو اچھا بنانا یہ نبی کریم سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے منشا کے خلاف نہیں تھا۔ لیکن یہ فرمایا تھا کہ ’’اِعمَل لِدُنیاکَ بِقَدرِ بَقائِکَ فِیھَا واعمَل لِآخِرَتِکَ بِقَدرِ بَقائِکَ فِیھَا‘‘... دنیا کے لئے اتنا کام کرو جتنا دنیا میں رہنا ہے اور آخرت کے لئے اتنا کام کرو جتنا آخرت میں رہنا ہے... یہ تعلیم دی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

چنانچہ بعد میں جب مدرسہ آگے بڑھا تو اس

میں دوسرے علوم وفنون بھی آ گئے، اس میں طب بھی آ گئی، اس میں سائنس بھی آ گئی، اس میں فلکیات بھی آ گئی، اس میں فلسفہ بھی آ گیا، سبھی کچھ آ گیا لیکن وہ جتنے علوم تھے وہ سب خادم تھے علوم نبویہ علیٰ صاحبھا الصلاۃ والسلام کے۔

مدرسہ کا لفظ سب سے زیادہ مشہور ہوا اندلس میں اسپین میں، یورپ کے بڑے بڑے شہزادے تعلیم پانے کے لئے وہاں مدرسہ میں آیا کرتے تھے۔

غرناطہ، اسپین کا جو مشہور تاریخی شہر ہے۔ میں وہاں اچانک چلا گیا تھا تو وہاں میں نے ایک بہت شاندار عمارت بنی ہوئی دیکھی تھی، اس پر اسپینش یعنی رومن خط میں لکھا ہوا تھا مَدرَجہ، معلوم ہوا کہ مدرسہ تھا، یہ وہ مدرسہ تھا جس کی پورے یورپ میں شہرت تھی، شہزادے اور شہزادیاں وہاں آ کر پڑھا کرتے تھے۔ لیکن اس طرح پڑھتے تھے کہ جو سائنس پڑھ رہا ہے اس کا حلیہ بھی وہی ہے، اس کی ادائیں بھی وہی ہیں۔ جو حدیث پڑھ رہا ہے، اس کا حلیہ بھی وہی ہے اس کی ادائیں بھی وہی ہیں، دیکھنے میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔

ایک محدث اور ایک سائنسدان:

آپ علامہ ابن عربی کو دیکھ لو، محدث ہیں اور ابن خلدون کو دیکھ لو، مؤرخ ہیں، ابوریحان بیرونی کو دیکھ لو، فلکیات کا ماہر ہے، ابوعلی بن سینا کو دیکھ لو، طب کا ماہر ہے، لیکن اگر ان کی تصویریں آپ کے سامنے لگا دی جائیں تو آپ پہچان نہیں سکتے کہ کون عالم ہے، کون سائنسدان ہے؟ کیوں! اس لئے کہ بچپن سے ان کو بنیادی تعلیم دی جاتی تھی کہ وہ اپنے اندر دین کو رکھیں اور اس کی وجہ سے چاہے زندگی کے کسی بھی شعبے میں چلے جائیں نماز کے وہ پابند، روزے کے وہ پابند، کم از کم اتنے دین کا مسلمان کو علم ضروری ہے کہ انہیں ضروری مسائل واحکام معلوم ہو جائیں، ان کی تہذیب، ان کا تمدن، ان کی معاشرت، ان کی ثقافت کا انہیں علم ہو جائے۔

برصغیر میں، ہمارے ہاں آ گیا انگریز اور اس نے آ کر..... آج لوگ انگریز پن میں اپنے آپ پر فخر کرتے ہیں، مگر اس قوم کی گھٹیا حرکت، گھٹیا پن کی انتہا دیکھئے کہ وہ سب ہندوستانیوں کو جانور سمجھتے تھے ان کی کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ جب ہم برطانیہ اور یورپ کے شہریوں کا ہندوستان کے شہریوں سے موازنہ کرتے ہیں تو وہ سارے ہندوستانی ہمیں گندے جانور نظر آتے ہیں، وہ سارے ہندوستانیوں کو گندا جانور سمجھتا تھا، اس نے آ کر نظام تعلیم بدلا، اس نے آ کر مدرسہ کو فنا کرنے کی کوشش کی اور یہ جو دستار فضیلت ابھی طلبہ کو پہنائی گئی ہے یہ بہت بڑا اعزاز ہے، یہ دستار، یہ عمامہ سنت ہے، نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عمامہ علم و فضل کی نشانی ہے۔ یہ عمامہ تقدس کی نشانی ہے، یہ عمامہ اتباع سنت کی نشانی ہے، یہ عمامہ تہذیب اور ثقافت کی نشانی ہے، انگریز نے آ کر کیا کیا کہ یہ عمامہ جو مسلمانوں کا، علماء کرام کا ایک امتیاز تھا مسلم حکمرانوں کا امتیاز تھا اور ان کا ایک لباس بھی ہوتا تھا، اس نے یہ مسلمانوں کا عمامہ اور شاہی لباس اور علماء کرام کا لباس خانساماؤں کو پہنا دیا، ذلیل کر دیا، چپڑاسیوں کو پہنا دیا، درباریوں کو پہنا دیا تاکہ اس لباس کی عزت دلوں سے ختم کی جائے، اس کا اکرام دلوں سے ختم کیا جائے۔

تو تعلیم بدلی جو قرآن وسنت کی تعلیم تھی، جو قرآن کریم کی تفسیر کی تعلیم تھی، نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی تعلیم تھی، جس کے ایک ایک راوی کا کچا چٹھا ہماری کتابوں کے اندر موجود ہے اور اس کی تحقیق وتفتیش کا جو انداز ہے وہ پورا پڑھایا جاتا تھا وہ سب ختم کر دیا اور ایک چھوٹا سا مضمون رہ گیا اسلامیات کا، اس اسلامیات سے نہ فرض عین باتوں کا علم ہوتا ہے، نہ اس سے پوری طرح اسلامی تاریخ کا پتہ چلتا ہے، نہ اسلام کی تہذیب وثقافت کا پتہ چلتا ہے۔ یہ اس لئے کیا تاکہ مسلمانوں کے دل سے ایمان کا بیج مارا جائے۔

لارڈ میکالے کی تقریر جو اس نے دارالعوام میں کی تھی وہ آج چھپ چکی ہے، میں نے خود پڑھی ہے، اس نے کہا ہے کہ ہم اس قوم پر حکومت اس لئے کرنا چاہتے ہیں کہ ہم ایسے لوگ پیدا کرنا چاہتے ہیں جو اپنی نسل اور نسب کے لحاظ سے تو ہندوستانی ہوں مگر اپنی سوچ وسمجھ کے اعتبار سے اور اپنی تہذیب وثقافت کے اعتبار سے وہ انگریز ہوں اور انگریز بھی کوئی ایسے انگریز پیدا کرنا نہیں چاہتا تھا جو بہت بڑے سائنسداں ہو جائیں اور ان سے آگے بڑھ جائیں بلکہ ایسے انگریز پیدا کرنا چاہتا تھا جو کلرکی کریں، جو کلرک بن کر رہیں۔

اکبر الٰہ آبادی مرحوم کہتے تھے:

''کر کلرکی، کھا ڈبل روٹی خوشی سے پھول جا''

تو سارا تعلیمی نظام اس لئے بنایا کہ ہمارے دفتروں میں کام کرنے کے لئے ہمیں کلرک مل جائیں اور اسلامی علوم کا بیج مارنے کے لئے۔

اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے ان حضرات پر جنہوں نے یہ محسوس کیا کہ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو لوگ اسلام کو بھول جائیں گے، اسلامی تعلیمات کو بھول جائیں گے، تو انار کے درخت کے نیچے دو آدمی بیٹھ گئے، ایک استاد ایک شاگرد۔

دونوں کا نام محمود، استاد بھی محمود اور شاگرد بھی محمود۔ کیوں بیٹھ گئے کہ یہ تو دین کا بیج مارنا چاہتے ہیں دینی علوم کا خاتمہ چاہتے ہیں، مگر ہم یہاں بیٹھ کر دین کی شمع روشن کریں گے۔ ہم پر معاش کے دروازے تنگ کردیئے جائیں، ہمیں فاقہ کا شکار بنادیا جائے، ہم موٹا جھوٹا پہن لیں گے، ہم فاقے اٹھائیں گے، لیکن دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہم گرنے نہیں دیں گے، تو وہاں دارالعلوم بیٹھ کران حضرات نے یہ بیڑا اٹھالیا۔

کون تھے بیڑا اٹھانے والے؟ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، جنہوں نے پہلے انگریز کے خلاف جنگ لڑی شاملی کے محاذ پر اور اپنی چھوٹی سی حکومت قائم کرلی، جہاں پر یہ نعرہ لگا کرتا تھا کہ ’’قانون اللہ کا، حکم رحمت اللہ کا‘‘ رحمت اللہ سے مراد حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ ہے، کیرانہ کے اندر ایک چھوٹی سی ریاست قائم کرلی تھی، انگریزوں کے مقابلے کے لئے۔ لیکن جب اس میں ناکامی ہوگئی تو کہا کم ازکم ہم اپنے دین کو تو محفوظ کرلیں تو اس کے لئے دارالعلوم قائم کیا اور اس طرح کیا کہ روکھا سوکھا کھایا، موٹا جھوٹا پہن لیا، فاقے اٹھالئے، مگر اس دین کو اور اس علم کو پکڑ کر بیٹھے رہے۔ لوگوں نے کہا: یہ دقیانوسی ہیں، یہ رجعت پسند ہیں، یہ گھڑی کی سوئی کو پیچھے لے کر جانے والے ہیں، لوگوں کے سارے طعنے برداشت کرلئے۔ کہا: یہ طعنے تو ہمارے گلے کا زیور ہیں، انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی طعنے دیئے گئے۔ تو یہ سارے طعنے بھی سہہ لئے، فاقے بھی برداشت کرلئے، مگر ایک پیسا بھی گورنمنٹ سے نہیں لیا اور پورے ہندوستان کے اندر جال بچھایا مدارس کا۔

آج لوگ مدارس کے اوپر باتیں تو بہت کرتے ہیں مگر ذرا نظام کو تو جاکر دیکھو کس طرح کا ہے؟ ابھی مولانا ناصر صاحب مدرسے کا سالانہ خرچہ بتارہے تھے، ان سے جاکر پوچھو کہاں سے آرہا ہے؟ یہ جو کروڑوں کا خرچہ بتارہے تھے، یہ آتا کہاں سے ہے؟ میں سمجھتا ہوں اس کا جواب یہ دے نہیں پائیں گے۔ میں بھی نہیں دے سکتا، میرے ہاں دارالعلوم میں کروڑ سے زیادہ ماہانہ خرچہ ہوتا ہے اور لوگ پوچھتے ہیں کہاں سے آتا ہے؟ میں کہتا ہوں بھائی مجھے نہیں معلوم۔ ایک پیسہ بھی حکومت سے نہیں لیتے بلکہ یہ اگر حکومت دے بھی سہی تو ہم لینے کو تیار نہیں۔

ایک مرتبہ خبر آئی کہ حکومت کی طرف سے ایک ارب روپیہ بجٹ میں مدارس کے لئے مختص کیا جارہا ہے تو ہمارے اکابرین حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن

حضرت لاہوریؒ کے بھائی مولانا محمد علیؒ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے بھائی مولانا محمد علیؒ جو تحریک ریشمی رومال کے سلسلہ میں امام الہند حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے ساتھ کابل افغانستان گئے۔ مولانا سندھیؒ کابل سے روس چلے گئے تو مولانا محمد علی باجوڑ ایجنسی سالارزئی تشریف لے آئے اور ۱۹۵۲ء تک سالارزئی میں رہے، پھر پشاور پرتاب نگر فارم میں آ گئے۔ ۱۹۵۷ء میں پرتاب نگر فارم پشاور میں وفات پائی۔ ان کے فرزند ارجمند جناب محمد اسعدؒ تھے، جو ۲۰۲۰ء تک پرتاب فارم میں رہے اور وہیں وفات پائی۔ ان کے دو فرزندان گرامی ہیں حکیم محمد سلیم جو پشاور میں مطب چلاتے ہیں اور حکیم حاذق ہیں، دوسرے فرزند گرامی مولانا قاری محمد اسلم مدظلہ ہیں، جو نوشہرہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے فاضل ہیں۔ قاری صاحب نوشہرہ میں ۱۹۹۰ء میں تشریف لے آئے اور جامعہ حقانیہ میں تعلیم حاصل کی۔ دورۂ حدیث شریف ۲۰۰۲ء میں کیا۔ فراغت کے بعد مدرسہ ترتیل القرآن کے نام سے مرکزی جامع مسجد اور جامع مسجد بابا کرم شاہ میں مدرسہ شروع کیا، جو ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ جامع مسجد والوں کی کچھ شرائط سامنے آئیں کہ انہیں جامع مسجد میں ترتیل القرآن کے نام سے مدرسہ کو بند کرنا پڑا۔ اب مدرسہ ترتیل القرآن جامع مسجد کرم شاہ میں کامیابی کے منازل طے کررہا ہے۔ مدرسہ میں موقوف علیہ تک تمام اسباق ہوتے ہیں۔ حفظ قرآن کریم کی بھی کئی کلاسیں ہیں۔ ۲۶ اساتذہ کرام کی نگرانی میں تقریباً پانچ سو طلبہ کرام تعلیم و تربیت کے مراحل طے کررہے ہیں۔ مزے کی بات یہ ہے کہ قاری محمد اسلم نسلاً پنجابی ہونے کے باوجود پنجابی زبان نہیں بول سکتے اور اردو بھی پٹھانوں والی بولتے ہیں۔ جب کہ ان کے بھائی حکیم محمد سلیم اپنی مادری زبان کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ راقم جب نوشہرہ اور قرب و جوار کے دورہ پر حاضری دیتا ہے تو راقم کی رہائش جامعہ ترتیل القرآن میں ہوتی ہے اور اس کا عملہ بہت ہی اخلاص کے ساتھ خدمت میں مصروف رہتا ہے۔ یکم فروری صبح کی نماز کے بعد بیان ہوا۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

صاحب کا بیان آیا کہ بھائی کیوں دیا جا رہا ہے ہمیں؟ پوری دنیا میں یہ مثال واحد ہی ملے گی کہ حکومت کہتی ہے کہ ہم پیسے دے رہے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ کیوں دیتے ہو ہمیں؟ ہمیں نہ دو۔

میرے بھائیو! یہ مدرسہ قائم ہوا ہے، اس کام کے لئے کہ قبر میں جانے کے بعد جو حالات پیش آنے والے ہیں اس کی تیاری کریں۔ وہ تیاری اس طرح کرنی ہے کہ قرآن کریم نے جو حکم دیا ہے اس کو سمجھ لو، نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پڑھایا ہے اس کو سمجھ لو، اس کو پھیلاؤ اور اس پر عمل کرو، قبر تمہاری گلزار ہو جائے گی، باغ بن جائے گی اور آخرت تمہاری سدھر جائے گی۔

اس کام کے لئے بیٹھے ہیں یہ مدرسہ والے، اب اگر کوئی طعنے دیتا ہے تو دیتا رہے کہ یہ خیرات پر پل رہے ہیں، صدقے پر پلتے ہیں، زکوٰۃ پر پلتے ہیں، ان کے لباس زمانے کے مطابق نہیں ہیں، زمانہ کسی اور طرف جا رہا ہے، یہ اور طرف جا رہے ہیں، ان کی پگڑی لوگوں کو نہیں بھاتی، ان کی داڑھی نہیں بھاتی، ان کا انداز و ادا نہیں بھاتا، اس واسطے کہ یہ اپنے ہاتھ میں نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی رسی کو پکڑے ہوئے ہیں۔ دنیا کچھ کہتی ہے کہا کرے، ہم دنیا کے تابع نہیں ہیں اور ہم اس مسلک کے قائل ہیں کہ:

”زمانہ با تو نہ سازد، تُو با زمانہ ستیز“

یعنی: ”زمانہ اگر تیرے موافق نہیں ہے تو تو زمانے کو اپنے موافق بنانے کی جدوجہد کر۔“

ہمیں پرواہ نہیں ہے کہ لوگ ہمارے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ لیکن ہمیں تو ایک ہی پرواہ ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ وہی پرواہ ہمارے دل میں باقی رکھے، وہ پرواہ یہ ہے کہ جب ہماری نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری ہو تو وہاں جا کر ہمیں یہ ذلت نہ ہو کہ تم نے مجھے چھوڑ کر میرے دشمنوں کو اپنا مائی باپ بنا لیا۔

تو بھائی یہ مدرسے والے اشاعتِ اسلام کے لئے بیٹھے ہیں تو کرنے دو ان بیچاروں کو، یہ تم سے کچھ مانگتے نہیں۔ یہ جو سندیں منظور ہوئی تھیں نا، میں تو اس کا قائل نہیں تھا کہ سندیں منظور ہوں اور ان کی ایکویلنسی تلاش کی جائے۔ ارے تمہیں جو علم عطا ہو گیا اللہ تعالیٰ نے اگر صحیح معنی میں عطا کر دیا تو اس سے بڑی نعمت کوئی نہیں، کوئی سند، کوئی ڈگری، کوئی اعزاز اس کے برابر نہیں اور وہ صحیح علم حاصل ہوتا ہے محنت سے، حاصل ہوتا ہے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے، حاصل ہوتا ہے استادوں کی خدمت میں رہنے سے، ان کی صحبت سے، اگر یہ حاصل کر لیا تو سب کچھ حاصل ہو گیا۔

میں تہہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں، ان حضراتِ طلبہ کو جنہوں نے دورۂ حدیث کی تکمیل کی، جنہوں نے تخصص فی الافتاء کی تکمیل کی اور ان کے اساتذہ کرام کو جنہوں نے انہیں تیار کیا، ان کے والدین کو جنہوں نے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اس کام کے لئے تیار فرمایا اور ان کے سارے خاندانوں کو اور اس مدرسے کو، مجھے مدرسہ کا لفظ زیادہ اچھا لگتا ہے بہ نسبت جامعہ کے، اگرچہ آج کل ہم جامعہ کا لفظ بہت استعمال کرنے لگے ہیں لیکن مدرسہ کے لفظ میں جو مزہ ہے وہ شاید جامعہ میں نہیں ہے۔ میں مدرسہ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ جس میں الحمدللہ! ایسے باصلاحیت لوگ تیار ہوئے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کو صحیح معنی میں علم نافع عطا فرمائے اور اپنے اساتذہ کا اور اپنی درسگاہ کا وقار ملحوظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان علوم کا صحیح حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

حافظ محمد بلال شجاع آباد .... (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

میرے آبائی علاقہ بستی مٹھو کی جامع مسجد کے بانی حافظ حبیب اللہ مرحوم تھے، جو میرے والدین کے بھی استاذ تھے۔ حافظ حبیب اللہ کے تین بیٹے تھے۔ حاجی عبدالعزیز، حاجی عبداللطیف، قاضی عبدالرشید، حافظ صاحب مرحوم علاقہ کے میاں جی تھے۔ جن سے سینکڑوں مردوں اور عورتوں نے قرآن پاک حفظ وناظرہ کی تعلیم حاصل کی۔ مرحوم کی وفات کے بعد ان کے فرزند قاضی عبدالرشید امام وخطیب مقرر ہوئے۔ ثانی الذکر واجبی علم رکھتے تھے۔ دیہاتی علاقوں میں امام مسجد کو باضابطہ تنخواہ تو نہیں دی جاتی تھی، گھروں سے روٹیاں لے کر گزر بسر کرتے تھے، جو لوگوں کے گھروں سے روٹیاں وصول کرے اس کی عزت ووقار نہیں ہوا کرتا۔ قاضی عبدالرشید بھی ایسے ہی ائمہ وخطباء میں سے تھے۔ ان کے دور میں بستی کی جامع مسجد بریلوی احباب کی مساعی کا مرکز بن گئی۔ مسلکی اختلاف کے باوجود مرحوم سے رکھ رکھاؤ کا تعلق تھا۔ قاضی عبدالرشید کی وفات کے بعد ان کے بیٹے مولوی محمد بلال نے باپ دادا کی مسند کو سنبھالا جو امامت، نکاح، جنازہ کی حد تک اہل علاقہ کی خدمت کرتے رہے۔ موتی کے حیلے وسیلے، قل، جمعراتیں، تیجے، ساتویں، چالیسویں اور برسیوں کی رسوم کو نبھانے کے لئے علاقہ میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ راقم کے ساتھ گویا اس خاندان کی تیسری نسل کا تعلق ہے۔ اس خاندان کے کئی ایک بچے ہمارے مدرسہ سے تعلیم وتربیت حاصل کر گئے۔ مولوی محمد بلال سے کبھی کسی جنازہ وخیرات میں ملاقات ہو جاتی۔ راقم لاہور کے تبلیغی دورہ پر تھا کہ ان کی رحلت کی خبر سنی۔ غالباً ۱۴؍جنوری ۲۰۲۲ء کو ان کی وفات ہوئی۔ ۱۷؍جنوری کو راقم نے اپنے مدرسہ کے استاذ قاری محمد ہاشم سلمہ کی معیت میں مرحوم کے پسماندگان سے تعزیت کا اظہار کیا۔

مرا حوصلہ ہی حجاب ہے؟

ضیاء چترالی

مسلمانوں کے دینی شعائر کو اسلام دشمن عناصر ہمیشہ سے نشانہ بناتے رہے ہیں لیکن کچھ عرصہ سے خواتین کے حجاب کا معاملہ عالمی ایشو بن گیا ہے۔سب سے پہلے فرانس نے 2010ء میں برقع پر پابندی عائد کی اور خلاف ورزی کرنے والی خواتین پر 205 امریکی ڈالر کے مساوی جرمانہ عائد کیا جاتا ہے۔اسی سال اسپین کے شہر برسلونا میں بھی برقع اور نقاب پر پابندی لگائی گئی۔پھر 2012ء میں بیلجیئم نے ایک قانون متعارف کیا، جس کے تحت برقع یا کسی شخص کی شناخت کو عوامی جگہ غیر واضح کرنے والے کسی بھی لباس پر پابندی عائد کردی گئی ہے۔قانون شکنی پر 380 یورو جرمانہ اور سات دن تک کی قید کی سزا مقرر کی گئی۔ علاوہ ازیں ڈنمارک میں بھی 2008ء سے ججوں پر عدالتی احاطے میں برقع یا اسی طرح کے مذہبی یا سیاسی نشانات پر پابندی عائد ہے۔دور جدید میں سب سے پہلے ترکی کے سیکولر بانی کمال اتاترک نے بھی 1926ء میں نقاب پر پابندی عائد کردی تھی۔تاہم اب رجب طیب اردگان کی حکومت نے 2013ء میں اس کی اجازت دے دی۔ہالینڈ نے 2015ء میں مکمل چہرے کے اسلامی حجاب کو سرکاری عمارتوں، اسکولوں، اسپتالوں اور عوامی مقامات پر ممنوع قرار دیا۔قانون شکنی کی صورت میں 285 پاؤنڈ اسٹرلنگ تک کا مساوی جرمانہ عائد کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ لٹویا، روس اور چین بھی حجاب و برقع پر جزوی پابندی عائد کر چکے ہیں اور اب تازہ واقعہ بھارتی ریاست کرناٹک کا ہے۔جہاں تعلیمی اداروں میں حجاب پہن کر آنے والی مسلم طالبات پر پابندی عائد کردی گئی ہے۔جس کے خلاف ان طالبات نے عدالت سے رجوع کیا ہے۔ریاستی ہائیکورٹ میں تادم تحریر یہ مسئلہ زیر سماعت ہے۔ جبکہ بھارتی سپریم کورٹ نے اس کی سماعت کرنے سے انکار کر کے کیس خارج کردیا ہے۔

تاہم اس دوران مسکان خان نامی ایک باحجاب طالبہ نے جرأت و بہادری کی مثال قائم کر کے اس ایشو کو عالمی سطح پر اجاگر کردیا۔مسکان خان جب کالج کے گیٹ پر پہنچی تو انتہا پسند ہندو جتھے نے اسے گھیر لیا اور شری رام کے نعرے لگانے لگا۔مگر اس بہادر لڑکی نے ان سے خوفزدہ ہونے کے بجائے ان کا جواب نعرۂ تکبیر سے دیا۔اس موقع کی ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہوگئی۔پوری دنیا کے انصاف پسند افراد نے مسکان خان کی جرأت و بہادری کو سلام پیش کیا اور اس سے یکجہتی کا اظہار کیا۔جن میں نامور اور بین الاقوامی شہرت یافتہ شخصیات بھی شامل ہیں۔جبکہ مسکان کے نعرۂ تکبیر نے سوئے ہوئے مسلم ضمیر کو بھی جگا دیا۔اب کویت سمیت عرب ممالک میں بھارتی طالبات کے حق میں اور بھارتی مظالم کے خلاف احتجاج ہو رہے ہیں اور رائے عامہ ہموار ہو رہی ہے۔ یہاں تک کہ امریکا سمیت بہت سے ممالک نے بھی مودی حکومت کی مذمت کی اور حجاب پر پابندی کو بنیادی انسانی حقوق کے منافی قرار دیا۔حجاب کپڑے کا ایک ٹکڑا نہیں، بلکہ ایک عظیم فلسفہ ہے، جو صنف نازک کو ایک آہنی حصار فراہم کرتا ہے۔اس لئے علیم و خبیر ذات نے اس کا حکم دیا ہے۔اسلام سمیت دیگر ادیان سماویہ میں بھی اس کا حکم دیا گیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ مذہب پر سختی سے کاربند یہودی فرقہ احریدم کے یہاں پردے کا اتنا شدت سے اہتمام کیا جاتا ہے کہ چھوٹی بچیوں کو بھی برقع پہنائے بغیر باہر نہیں نکالا جاتا۔یہ فرقہ بڑی تعداد میں اب بھی اسرائیل میں آباد ہے، لیکن ان یہودی خواتین کو کوئی دقیانوس یا فرسودہ خیالات کی حامل قرار نہیں دیتا۔

افسوس اس بات پر نہیں ہے کہ غیر مسلم حکومتوں کی جانب سے اس اسلامی حکم پر پابندی عائد کی جارہی ہے، بلکہ اصل افسوس کا مقام یہ ہے کہ اب خود کو مسلمان کہنے والے دانشور بھی حجاب کے خلاف وہی کفار کا لب و لہجہ اختیار کر کے مسلم بچیوں کے ذہنوں میں زہر انڈیل رہے ہیں۔ٹی وی ڈراموں سے لے کر تعلیمی اداروں تک، ہر جگہ اسی بے حجابی کے ماحول کو پروان چڑھایا جارہا

ہے۔ ہماری منافقت دیکھئے کہ ایک طرف ہم سب مسکان خان کی تعریف و توصیف میں آسمان زمین کے قلابے ملا رہے ہیں تو دوسری طرف ہمارے اپنے تعلیمی اداروں میں بھی گویا حجاب پر غیراعلانیہ پابندی ہے۔ ایک نیم پاگل شخص ٹی وی پروگرام میں بہانگ دہل حجاب پہننے والی عفت مآب بچیوں کو ابنارمل قرار دینے کی جسارت کرتا ہے۔ حالانکہ یہ ایک اسلامی ملک ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ یہاں حجاب اور پردے کو عام کرنے کی تدابیر کی جاتیں اور خواتین کی ذہن سازی کی جاتی کہ حجاب ان کی عزت و آبرو کا محافظ ہے۔ یہ کوئی ہوائی بات نہیں، مغربی یونیورسٹیز میں یہ بات باقاعدہ تحقیقات سے ثابت ہوچکی ہے۔ شیطانی قوتوں کی جانب سے حجاب کو خواتین کی ترقی اور تعلیم کی راہ میں رکاوٹ قرار دے کر انہیں اس دینی فریضے کو ترک کرنے پر اکسایا جاتا ہے اور بہت سی خواتین اس شیطانی دھوکے میں آ بھی جاتی ہیں۔ ہر سال عورت مارچ کے نام سے ہونے والی ابلیسی سرگرمیاں اسی سلسلے کی کڑی ہیں، حالانکہ حجاب خاتون کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں۔ بلکہ وہ اس پر کاربند رہتے ہوئے اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل اور اپنے صنف کے مناسب کسی بھی فیلڈ میں اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھا سکتی ہے۔ جس کی سینکڑوں نہیں، ہزاروں مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ تفصیل کا موقع نہیں۔ ذیل میں ہم مختصر چند ایسی خواتین کا ذکر کرتے ہیں، جو حجاب و برقع پر کاربند ہونے کے باوجود اعلیٰ ترین عہدوں پر فائز اور عالمی شہرت حاصل کرچکی ہیں۔ چند ماہ قبل وہائٹ ہاؤس میں امریکی صدر جو بائیڈن پریس کانفرنس کر رہے تھے۔ لیکن لوگوں کی توجہ کا مرکز جو بائیڈن کے بجائے ان کے پہلو میں بیٹھی باحجاب خاتون تھی۔ جسے صدر نے اپنی ٹیم کا حصہ بنایا ہے۔ سمیرہ فاضلی نامی اس خاتون کا تعلق مقبوضہ کشمیر سے ہے۔ وہ فیڈرل ریزروبینک آف اٹلانٹا میں ڈائریکٹر تھیں۔ اس سے پہلے وہ وائٹ ہاؤس کے نیشنل اکنامک کونسل میں سیر پالیسی ایڈوائزر کا عہدہ بھی سنبھال چکی ہیں۔ جو بائیڈن عائشہ نامی کشمیری خاتون کو بھی اپنی ٹیم کا حصہ بنا چکے ہیں۔ رفیعہ راشد برطانیہ کی پہلی باحجاب خاتون جج ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ''لادین عناصر پردہ اور حجاب کو بلاوجہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ باپردہ مسلم خواتین اپنی صلاحیتوں کے مطابق مختلف شعبہ ہائے زندگی میں کامیابی کے جھنڈے گاڑسکتی ہیں اور حجاب معاشرے میں ان کی ترقی کی راہ میں حائل نہیں ہوتا۔'' رفیعہ کو گزشتہ برس برطانیہ کے علاقے مڈلینڈز سرکٹ میں ڈپٹی ڈسٹرکٹ جج مقرر کیا گیا۔ موصوفہ جمعیت علمائے اسلام برطانیہ کے سرپرست بزرگ عالم دین مولانا عبدالرشید ربانی کی پوتی ہیں۔ سی بی ایس امریکا کا معروف ٹی وی چینل ہے اور ڈبلیو ایف ایس بی اس کا ایک ذیلی ادارہ ہے۔ آیۃ جلال اس ادارے سے وابستہ امریکی تاریخ کی پہلی باحجاب نیوز ریڈر ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ حجاب نے میرے پروفیشن میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی۔ ایک باحجاب خاتون بھی اچھی صحافی بن سکتی ہے۔ محترم ڈاکٹر مہا سعد زکی صاحبہ نامور سائنسدان ہیں۔ جنہیں امریکا کی کیلی فورنیا یونیورسٹی نے حال ہی میں ایک بڑے اعزاز سے نوازا ہے۔ انہوں نے ایک مشترکہ طبی تحقیق میں ایک نیا جین دریافت کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ حجاب پر سختی سے کاربند ہیں۔ اسی طرح دنیا کی ممتاز امریکی دانش گاہ جامعہ پرنسٹن سے تعلق رکھنے والی پروفیسر ڈاکٹر امانی جمال بھی باحجاب خاتون ہیں۔ حال ہی میں انہیں یونیورسٹی انتظامیہ نے پبلک اینڈ انٹرنیشنل ایئر کالج (SPIA) کا ڈین مقرر کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ میں نے اس وقت سے حجاب لینا شروع کیا تھا، جب میری عمر 18 برس تھی۔ جامعہ پرنسٹن کا شمار دنیا کی 5 بہترین یونیورسٹیز میں ہوتا ہے۔ اس وقت پرنسٹن امریکا کی سب سے بہترین دانش گاہ ہے۔ دو امریکی صدور، بہت سے کانگریس مین، وزراء و سفراء اس جامعہ سے فارغ تحصیل ہیں۔ یہاں کے 81 فضلاء نوبل انعام جیت چکے ہیں۔ لیلیٰ علمی کا اصل تعلق صومال سے ہے۔ انہوں نے سویڈن کے گزشتہ انتخابات میں حصہ لیا اور سویڈش پارلیمان کی پہلی مسلم خاتون رکن بن گئیں۔ ایک طرف متعصب غیر مسلم حکمراں حجاب پر پابندی لگا رہے ہیں اور دوسری جانب باہمت باحجاب خواتین سیاسی محاذ پر کامیابی سمیٹ کر ان کے ایوانوں کا حصہ بن رہی ہیں۔ جبکہ ایسی خواتین کا بھی کوئی شمار نہیں، جو اسلامی تہذیب و ثقافت اور شعائر سے متاثر ہو کر دین حنیف کے سایہ عاطفت میں پناہ لے رہی ہیں۔ امریکی فلمی اداکارہ سارہ بوکر کی ایمان افروز داستان "From Bikini To Hijab" ہم نے دینی صفحے میں چھاپی تھی۔ ان کا شمار حالیہ برسوں میں اسلام قبول کرنے والی نامور شخصیات میں ہوتا ہے۔ شوبز کیریئر کے دوران ہی سارہ نے قرآن پاک کی تعلیمات سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرلیا

اور گلیمر کی چکا چوند کو خیر باد کہہ کر باپردہ زندگی گزارنا شروع کی۔ سارہ اس وقت کئی انسانی حقوق کی تنظیموں سے وابستہ ہیں اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خواتین کے حقوق کے لئے آواز بلند کرنے کے علاوہ حجاب کو عام کرنے میں بھی مصروف ہیں۔ امریکی ماڈل کانسٹینس میکڈونلڈ، سابقہ عالمی ملکہ حسن مارکیٹا کورونکوواور ہالینڈ کی نامور عالمی شہرت یافتہ کک باکسر ''روبی میسو'' سمیت درجنوں عالمی شہرت یافتہ خواتین نے اسلام قبول کر کے باپردہ زندگی گزارنا شروع کر دی ہے۔ اب مسلم خواتین کے شعور کی سطح بھی بلند ہو رہی ہے اور وہ اس بات کو سمجھنے لگی ہیں کہ برقع وحجاب ان کی آزادی کو سلب نہیں کرتا، بلکہ ان کی عزت وآبرو کو داغدار ہونے سے بچاتا ہے۔ اغیار کی تمام تر کوششوں کے باوجود اب فضا بدلنے لگی ہے۔ ان شاء اللہ! وہ وقت زیادہ دور نہیں کہ ہر مسلمان بچی کفریہ طاقتوں کے سامنے مسکان خان بن کر انہیں یوں للکارے گی کہ:

میں عزیمتوں کا پہاڑ ہوں، یہ ہجوم خانہ خراب ہے
مرے ہر قدم میں ہے اک جہد، مرا حوصلہ ہی حجاب ہے
میں ڈری نہیں، میں جھکی نہیں، میں رکی نہیں میں ڈٹی رہی
میرے سامنے وہ ہجوم تھے، میں اکیلے میں بھی ہجوم تھی
یہ ہیں راونوں کے قبیل سے، انہیں کیا غرض کسی رام سے
انہیں بیٹیوں سے ہے دشمنی، انہیں چڑ ہے سیتا کے نام سے
انہیں کیا خبر کہ میں کون ہوں، میں سمیہ ہوں، میں ہوں عائشہ
میں ہوں فاطمہ تو حسین بھی، جو نکل پڑوں تو ہوں کربلا
مرا عزم ہے مری منفعت، مرا اسلحہ مرا دین ہے
مرا حوصلہ ہے متاع جاں، مرا ظرف میرا یقین ہے

(بشکریہ روزنامہ امت کراچی، ۲۳؍فروری ۲۰۲۲ء)

☆☆.............☆☆

حضرت مولانا مطیع الرحمٰن درخواستیؒ کی وفات

حضرت مولانا حاجی مطیع الرحمٰن ہمارے حضرت درخواستیؒ کے دوسرے فرزند ارجمند تھے۔ آج سے اکیاسی سال قبل جب حضرت درخواستیؒ بستی مومن خان پور میں خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ ۱۹۴۱ء میں حاجی مطیع الرحمٰن پیدا ہوئے۔ جامعہ مخزن العلوم ہی میں ساری تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۵۷ء، ۱۹۵۸ء میں دورۂ حدیث شریف کیا۔ دورۂ حدیث شریف سے فراغت کے بعد مدرسہ میں ہی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستیؒ نے ۱۹۷۰ء میں خان پور چھوڑ کر کراچی میں ''جامعہ انوار القرآن'' کے نام سے مدرسہ بنایا تو حضرت مولانا حاجی مطیع الرحمٰن مخزن کے نائب مہتمم بنا دیئے گئے۔ ۱۹۷۰ء سے تاحیات نائب مہتمم رہے۔ بہت ہی بااخلاق، ملنسار اور مہمان نواز انسان تھے۔ راقم ۱۹۷۷ء سے ۱۹۸۰ء تک رحیم یار خان ضلع کا مبلغ رہا۔ بارہا مخزن میں حاضری ہوئی، ہنستے مسکراتے ملتے۔ گویا اس حدیث پر عمل پیرا تھے: ''ان تلقی اخاک بوجه حسن'' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور تحریک ختم نبوت سے وابستگی انہیں اپنے والد محترم سے ورثہ میں ملی۔ حضرت درخواستیؒ کی کوئی تقریر ختم نبوت کے بیان سے خالی نہ ہوتی تھی، بلکہ اپنی تقریر کے آخر میں سامعین سے تحفظ ختم نبوت کا عہد لیتے، موصوف ایک عرصہ تک جمعیت علماء اسلام کے ضلعی امیر رہے۔ صحت وتندرستی کے زمانہ میں بہت ہی متحرک اور فعال شخصیت تھے۔ ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی ختم نبوت کی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا بلکہ ضلعی سطح پر قائدانہ کردار ادا کیا۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ قید وبند ان کے راستہ کی رکاوٹ نہ بن سکیں۔ اس تحریک میں تمام جماعتی رفقاء نے بھرپور حصہ لیا، لیکن خاندان درخواستیؒ اور خود حضرت الشیخ درخواستیؒ پر بڑی وجد وجذب کی کیفیت طاری تھی۔ جماعتی امور کے علاوہ اتحاد بین المسلمین کے زبردست داعی تھے۔ چنانچہ آپ نے فرقہ وارانہ ہم آہنگی میں کلیدی کردار ادا کیا، یہی وجہ ہے کہ تمام مکاتب فکر کے اصاغر واکابر ان کا بہت احترام کرتے تھے، گزشتہ پانچ چھ سال سے صاحبِ فراش تھے۔ شوگر اور بلڈ پریشر کے مریض چلے آرہے تھے، علاج معالجہ کے باوجود کمزوری بڑھتی گئی اور پانچ چھ روز قبل فالج کا اٹیک ہوا، جو جان لیوا ثابت ہوا۔ ۲۹؍جنوری ۲۰۲۲ء کو جان جانِ آفرین کے سپرد کی۔ آپ نے پسماندگان میں دو بیٹے، پانچ بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔ آج سے تقریباً چالیس سال قبل ان کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہوا۔ قوت واستطاعت کے باوجود دوسری شادی نہ کی تاکہ آگے چل کر اولاد میں باہمی اختلاف نہ ہو۔ ان کی نماز جنازہ میں ہزاروں سے متجاوز مسلمانوں نے شرکت کی۔ خانقاہ قادریہ راشدیہ دین پور شریف سجادہ نشین حضرت اقدس میاں مسعود احمد دین پوری دامت برکاتہم کی اقتدا میں نماز جنازہ عیدگاہ خان پور میں ادا کی گئی اور انہیں دین پور شریف قبرستان کے خصوصی حصہ میں خطیب پاکستان مولانا عبدالشکور دین پوریؒ کے قریب سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ پاک ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں۔ آمین۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

یومِ حساب سے پہلے

محاسبہ کی ضرورت!

گزشتہ سے پیوستہ

وعظ: مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

روزانہ کے محاسبہ سے تلافی ہوجائے گی:

روزانہ اگر اس محاسبہ کی عادت ڈال لی جائے جبکہ کوئی تم پر ڈنڈا لے کر نہیں کھڑا اور کوئی تم پر پہرا نہیں دے رہا، انشاءاللہ! بہت کچھ تدارک ہوجائے گا، یہ بکھرے ہوئے بیر دوبارہ جھولی میں ڈال سکتے ہو، یہ اجڑی ہوئی کھیتی دوبارہ لہلہا سکتی ہے، بشرطیکہ اس کا انتظام کرو۔

بددیانتیوں کی وجہ:

حقوق العباد کے معاملہ میں جو بددیانتیاں ہورہی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کے معاملے میں جو بے اعتدالیاں ہورہی ہیں، یہ کیوں ہورہی ہیں؟ اس لئے کہ اوپر سے نگرانی کرنے والا کوئی ہے نہیں، اور اندر بندوں نے اپنی نگرانی کرنا چھوڑ دی، اوپر تو حساب لینے والا ایک ہی دن حساب لے گا، تم مطمئن ہو اور بندوں کی نظر بے چاری کمزور ہے، وہ تمہاری خلوت تک کہاں پہنچے گی اور قانون کا ہاتھ اپاہج ہے تم جب چاہو اس کا پنجہ مروڑ ڈالو، وہ تمہارے دامن تک نہیں پہنچے گا، تم مطمئن ہو کہ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں نہیں پکڑسکتی، ہم نے ایسی ترکیب سے جرم کیا ہے کہ نشان قدم بھی مٹادیئے ہیں۔

لیاقت علی مرحوم کو بھرے جلسے میں قتل کیا گیا اور ساتھ ہی ساتھ اکبر خان کو بھی گولی ماردی گئی جو لیاقت علی خان مرحوم کا قاتل تھا، چلو جرم مٹ گیا۔ آج تک پتہ نہیں چلا کہ لیاقت علی خان کا قاتل کون تھا؟ یہ پاکستان کا پہلا سیاسی قتل تھا جو کہ وزیراعظم کا قتل تھا، تم نے سمجھا کہ ہم نے ثبوت مٹادیئے، ثبوت موجود ہیں، یوم الحساب آئے گا تو سارے ثبوت پیش کردیئے جائیں گے۔

ہم محاسبۂ آخرت کو بھول گئے:

تو میں عرض کررہا تھا کہ آج دنیا میں جو فساد پیدا ہورہا ہے وہ اس لئے کہ ہم نے اپنا محاسبہ چھوڑ دیا ہے، اس لئے کہ یوم الحساب کو بھول گئے، یاد ہی نہیں رہا کہ حساب ہونے والا ہے، ایک ایک پائی کا، ایک ایک ذرہ کا حساب لیا جائے گا۔

ترمذی شریف کے حوالہ سے مشکوٰۃ میں روایت ہے:

’’لَا تَزُوْلَ قَدَمَا ابْنَ آدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَتّٰی یُسْئَلَ عَنْ خَمْسٍ. عَنْ عُمُرِہٖ فِیْمَا اَفْنَاہُ، وَعَنْ شَبَابِہٖ فِیْمَا اَبْلَاہُ، وَعَنْ مَالِہٖ مِنْ اَیْنَ اِکْتَسَبَہٗ وَفِیْمَا اَنْفَقَہٗ وَمَاذَا عَمِلَ فِیْمَا اِذَا عَلِمَ۔‘‘ (مشکوٰۃ ص:۴۴۳)

ترجمہ:......’’بندے کے قدم اپنی جگہ سے ٹلیں گے نہیں جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں پوچھ نہیں لیا جائے گا:

۱:......اپنی عمر کہاں برباد کی تھی؟

۲:......اپنی جوانی کہاں بوسیدہ کی؟

۳:......مال کے بارے میں سوال ہوگا کہ کہاں سے حاصل کیا تھا؟

۴:......اور کہاں خرچ کیا تھا؟

۵:......عالم سے سوال ہوگا کہ جو علم سیکھا تھا کیا اس پر عمل بھی کیا تھا یا نہیں؟‘‘

چھوٹا سوال مگر مشکل جواب:

حساب دو، دیکھنے میں بظاہر چھوٹا سا سوال ہے اس کو حل کرو، لیکن ذرا اس سوال کا جواب لکھنے بیٹھو تو تم کہو گے کہ یاد نہیں رہا، کمپیوٹر تم کو دے دیا جائے گا، جس میں تمہارا زندگی کا سارا ریکارڈ موجود ہے۔ تاکہ دیکھتے رہو اور لکھتے رہو۔

جوانی کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ وہ کہاں بوسیدہ کی تھی؟ ’’اَلشَّبَابُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْجُنُوْنِ‘‘ ہے ناں! یہ جوان کسی کی نہیں سنتا، بڑھوں کی نہیں سنتا، عقل پر پردہ آجاتا ہے، اس لئے حافظؒ کہتے ہیں کہ:

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں نیک تر دارند
جوانان سعادت مند پند پیر دانا

ترجمہ:......’’برخوردار! نصیحت سن لو! کیونکہ سعادت مند بچے بوڑھوں کی نصیحت کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تر جانتے ہیں۔‘‘

جوانی کی نعمت کی قدر کرو:

بڑوں کے تجربے سے فائدہ اٹھالو، ”من نکردم شما حذر بکنید“ مجھ سے نہ ہوسکا تم تو کرو۔ یہ جوانی اس قسم کی ہے کہ یہی زمانہ حقیقت میں کام کرنے اور کمانے کا ہے، بچپن کا زمانہ تو لاشعوری کا زمانہ ہے، اور بڑھاپے کا زمانہ میری طرح معذوری کا زمانہ ہے، یہی جوانی کا زمانہ ہے، اگر کمالات حاصل کرنا چاہتے ہو تو اسی جوانی کے زمانے میں حاصل کرسکتے ہو، اپنے کو غارت اور برباد کرنا چاہتے ہو تو بھی یہی زمانہ ہے، اس کے لئے موزوں ترین زمانہ ہے، بلندیوں پر جانا چاہتے ہو تو آسمان سے اوپر تک پہنچ جاؤ گے اور نیچے گرنا چاہتے ہو تو بہائم سے، درندوں اور چوپایوں سے بھی نیچے جاسکتے ہو، اسی جوانی کے زمانے میں اگر نیک بننا چاہو تو فرشتے تم پر رشک کریں، اور رخ دوسری طرف کرلو تو شیطان تم سے پناہ مانگے۔ حالانکہ جوانی بھی زندگی ہی کا ایک حصہ ہے لیکن اس کے سوال کا پرچہ الگ دیا گیا ہے۔ ”وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ.“ جوانی کے بارے میں سوال ہوگا کہ وہ کہاں بوسیدہ کردی تھی؟

مال سے متعلق سوال:

مال کے بارے میں سوال ہوگا کہ کہاں سے لیا تھا؟ کہاں دیا تھا؟ حاصل کیسے کیا؟ خرچ کیسے کیا؟ یہ ایک سوال دو مستقل سوالوں کا مجموعہ ہے، ایک ایک پائی کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ کہاں سے لیا تھا، حلال سے یا حرام سے؟ احکام خداوندی کی رعایت رکھی تھی یا نہیں؟ اور دوسرا یہ کہ خرچ کہاں کیا تھا؟ بال بچوں کے نفقہ پر خرچ کیا تھا تو بہت اچھا کیا، عزیز و اقارب کی خبر گیری پر خرچ کیا تو بہت اچھا کیا، صلہ رحمی پر خرچ کیا تو بہت اچھا کیا، غربا و مساکین کی مدد پر خرچ کیا تو بہت اچھا کیا، خیر کے کاموں میں خرچ کیا، اللہ تعالیٰ کی رضا کے کاموں میں خرچ کیا تو بہت اچھا کیا، سبحان اللہ! ٹی وی پر خرچ کیا تھا؟ تو لعنت! ڈش انٹینا لگایا تھا؟ لعنت! دنیا بھر کی نجاست تم نے اپنے گھر میں ڈال لی، اس لئے پیسے دیئے تھے؟ اور جتنے گناہ کے کام ہیں، نام و نمود اور نمائش کے کام ہیں، ان پر خرچ کروگے تو قیامت کے دن پکڑے جاؤ گے۔

علم کے بارے میں سوال:

علم کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ جتنا علم دیا تھا اس پر عمل کتنا کیا؟ لوگوں نے کہا کہ ہم نے علم حاصل ہی نہیں کیا، ماشاءاللہ! عمل کا سوال تو بعد میں ہوگا، ہم نے علم ہی نہیں لیا تو کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مہمل بھیجی تھی؟ اپنے نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فضول بھیجا تھا؟ ہدایت کے لئے بھیجا تھا ناں! تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا تھا، تم ہی بتاؤ کہ قرآن کریم جیسی کتاب اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے جلیل القدر نبی تمہاری ہدایت کے لئے بھیجے گئے اور تم نے یہ لاپرواہی کی اور کہا کہ ہم نے سیکھا ہی نہیں! چلو اتنا کہنے سے چھوٹ جاؤ گے؟

جاہل دُہرا مجرم ہے:

عالم بے عمل کی برائی نہ پوچھو! لیکن جو شخص علم ہی حاصل نہیں کرتا، اس کے دو جرم ہیں، ایک علم حاصل نہ کرنا، دوسرا عمل نہ کرنا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی لائی ہوئی کتاب اور ہدایت یہ بندوں کو حقوق انسانیت سکھانے کے لئے ہیں۔ حقوق انسانیت یعنی حقوق اللہ، حقوق العباد۔ تم نے وہ سیکھے ہی نہیں، مطلب یہ کہ انسانیت ہی نہیں سیکھی۔

فرضِ عین وکفایہ کی تعلیم:

اس لئے اکابرؒ فرماتے ہیں کہ پورے دین کا عالم بننا تو فرض نہیں ہے، یہ تو فرض کفایہ ہے، امت میں کچھ افراد ایسے رہنے چاہئیں کہ جو جب بھی ان سے مسئلہ پوچھا جائے وہ بتاسکیں، کسی بھی نوعیت کا مسئلہ ہو، غور وفکر کرکے بتاسکیں، لیکن میری ذات سے متعلق جتنے اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں اور جن کا مجھے روزمرہ سابقہ پیش آتا ہے ان کا سیکھنا فرضِ عین ہے، فرضِ عین! جیسا کہ نماز فرض ہے، روزہ فرض ہے، زکوٰۃ فرض ہے، حج فرض ہے، اسی طرح روزمرہ کے مسائل جو مجھے درپیش ہیں، ان کے بارے میں سیکھنا فرضِ عین ہے، اور یہ کچھ مشکل نہیں، تم کہو گے کہ اب ہمیں مولوی بنائے گا، نہیں! نہیں! فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں، تمہیں مولوی نہیں بنانے جارہے مگر اتنی گزارش ضرور کریں گے کہ جو نیا مسئلہ پیش آئے، جس کا حکم تم کو معلوم نہ ہو، کسی اللہ کے بندے سے، محقق عالم سے پوچھ لیا کرو، بس اتنی سی بات ہے اور یہ کوئی مشکل نہیں، مگر ہمارے بھائیوں کی غفلت کا یہ عالم ہے کہ نماز بھی کبھی نہیں سیکھی اور نماز تو نماز یہ اقامت جو کہتے ہیں ناں ”اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه“ یہ بھی کبھی نہیں سیکھی، اقامت کہنے کا شوق ہے، اذان کہنے کا شوق، لیکن اس کے الفاظ ہی کی مشق کرلیتے بھائی! اذان کہتے ہوئے ”اَنْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه“ کہتے ہو، اور ”اَنَّا مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه“ کہتے ہو، ان کی نماز سنو وہ بھی غلط، غلط الفاظ ادا کرنا کلمۂ کفر ہے، علماً کہتے ہیں کہ ”اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه“ کا معنی

یہ ہے کہ بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور اگر ''اَنَّـا'' کہو گے غلط پڑھو گے ''الف'' کھڑا کر کے یعنی ''اَنَّـا'' پڑھو گے تو پھر معنی یہ بن جائیں گے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ہم اللہ کے رسول ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی بن جاؤ گے، وہ بھی کہتا ہے کہ میں محمد رسول اللہ ہوں۔

وضو نہیں سیکھتے۔ ایک موقع پر میں نے نماز جنازہ پڑھائی، ایک آدمی مجھ سے لڑ پڑا کہ میاں جی! نمازِ جنازہ کی نیت بھی بتایا کرتے ہیں، تم نے بتائی نہیں، میں نے کہا جن کو نمازِ جنازہ کی نیت نہیں آتی وہ تشریف کیوں لائے تھے یہاں؟ انہوں نے زحمت کیوں فرمائی؟ مولوی عین اس وقت جبکہ جنازہ تیار ہو تم کو نمازِ جنازہ کی نیت بھی بتائے، اور مولوی تم لوگوں کو نمازِ جنازہ کا طریقہ بھی بتائے، تم کہاں تھے؟ مولوی سے پہلے مل نہیں سکتے تھے کہ ہمیں بتا دو نمازِ جنازہ کیسے پڑھی جاتی ہے؟ کیونکہ کبھی کبھی ہمیں بھی ضرورت پیش آ جاتی ہے۔

اللہ کے بندو! اللہ کو دھوکا نہیں دے سکتے ہو، اپنے آپ کو کیوں دھوکا دیتے ہو؟ تو یہ میں نے محاسبہ کے بارے میں ذکر کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص اپنا محاسبہ کرتا رہے گا ان شاءاللہ جب شدت اور سختی کا وقت آئے گا تو اس کا انجام رضائے الٰہی اور غبطہ نکلے گا، یہ شخص لوگوں کے لئے قابل رشک ہوگا، لوگ اس پر رشک کریں گے، قیامت کے دن اعلان کر دیا جائے گا کہ فلاں آدمی کامیاب ہے، اولین اور آخرین سب سنیں گے، اس کی خوشی دیکھنے کے لائق ہوگی، اس کا رشک قابل دید ہوگا، حسرت سے نگاہیں اس کی طرف اٹھیں گی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کا مصداق بنا دے، آمین!

اور جو شخص زندگی کے مشاغل میں مشغول رہا، غافل رہا، غفلت کی زندگی گزر رہی ہے، اور سیئات میں مبتلا اور مشغول رہا، کبھی پیچھے دیکھنے کی نوبت ہی نہیں آئی کہ پیچھے بھی دیکھ لیتے، گناہوں کی سڑک پر، اس کے راستے پر سرپٹ دوڑ رہا ہے، کوئی آواز دیتا ہے تو سنتا نہیں، کوئی بلاتا ہے تو بولتا نہیں اور یہ کہہ کر گزر جاتا ہے کہ:

رندِ خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو!
تجھ کو پرائی کیا پڑی؟ اپنی نبیڑ تو!

بھائی! ہمیں کسی پرائی کی نہیں پڑی، توبہ توبہ توبہ! اپنی نبڑ جائے تو بہت ہے، لیکن تم تو یہ کہہ کر فارغ نہیں ہو جاؤ گے، تمہیں جو بلایا جارہا ہے، جو آوازیں دی جارہی ہیں، جو سمجھایا جارہا ہے، وہ تمہارے نفع کے لئے ہے، زاہد کا اپنا نفع نہیں ہے، یہ کہہ کر کہ اپنی نبیڑ تو، تم ہم سے تو فارغ ہو جاؤ گے، لیکن قیامت کے دن کیسے فراغت ہوگی؟ اس کا تو سوچ لو!

گناہ گار اور غافل کا انجامِ بد:

تو جو شخص زندگی بھر مصروفیات میں مصروف رہا، غافل رہا اور گناہوں کے راستے پر دوڑتا رہا، اس کو کبھی متوجہ الی اللہ ہونے کی نوبت ہی نہیں آئی، جب اس کا انجام نکلے گا تو نہایت ندامت اور حسرت کا انجام ہوگا۔ تم جانتے نہیں ہو کہ جتنی شراب تیز ہوتی ہے اتنا بدمستی زیادہ ہوتی ہے، لیکن جب نشہ ٹوٹتا ہے تو اعضا شکنی بھی اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے، پھر اٹھ نہیں سکتا، معاصی اور غفلت کی شراب میں اتنے بدمست نہ ہو جاؤ کہ قیامت کے دن پھر اٹھا نہ جا سکے، اعضا شکنی تمہیں چلنے نہ دے۔

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو تم کو نصیحت کی جارہی ہے، اس پر غور کرو، تاکہ جس چیز سے رکنا چاہیئے آج تم باز رہ سکو تاکہ کل قیامت کے دن تم کو شرمندہ نہ ہونا پڑے۔''

لزومِ حق سے حق کی راہ نمائی:

اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حق کو لازم پکڑو گے تو وہ تمہارے سامنے حق کو واضح کرے گا، حق خود واضح کرے گا اپنے آپ کو، اور جب تمہارے سامنے حق آ جائے گا اور تم حق کو لازم پکڑ لو گے تو اہل حق کے منازل اور مراتب تمہارے سامنے آ جائیں گے، اس لئے کوئی فیصلہ حق کے خلاف نہ کرو، اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نصیحت فرمائی تھی کہ:

''يَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنَاکَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى ....الخ۔'' (ص:۲۶)

ترجمہ:......''اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین پر خلیفہ بنایا ہے، لہٰذا لوگوں کے درمیان حق کا فیصلہ کیا کرو، خواہش نفس کی پیروی نہ کرو۔''

اللہ کی شان! بات دیکھو کہاں سے کہاں پہنچ گئی، اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو فرمارہے ہیں کہ خواہش نفس کی پیروی نہ کرو، نبی کا نفس کیا ہوگا اور اس کی خواہش کیا ہوگی؟ جب نبی کو یہ حکم دیا جارہا ہے کہ اپنی خواہش نفس کی پیروی نہ کرو، تو میرے اور آپ کے لئے کیا حکم ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں بصیرت عطا فرمائے، آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

اٹک کے مدارس میں بیانات

جامعہ دارالعلوم نصیریہ غورغشتی: جامعہ کے بانی شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتویؒ تھے۔ جو فاضل دیوبند اور حضرت مولانا حسین علی واں بھچرویؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ عظیم محدث تھے، ہزاروں علماء کرام نے ان سے فیوض و برکات حاصل کیں۔ آپ اگرچہ مولانا حسین علیؒ کے خلیفہ تھے، لیکن حیات النبی سے متعلق ان کا عقیدہ اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کا تھا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام انبیاء کرام اپنی قبروں میں اسی جسم عنصری کے ساتھ زندہ ہیں۔ عندالقبور شریفہ پڑھے جانے والا درود وسلام انہیں کانوں سے سنتے ہیں۔ خود مولانا حسین علیؒ کا عقیدہ بھی علماء دیوبند والا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے دو تین شاگردوں اور مسترشدین کے علاوہ باقی سب حیات و سماع کے قائل ہیں۔ ہمارے حضرت مولانا عبداللہ بہلویؒ، مولانا سرفراز خان صفدرؒ، مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ سمیت تمام شاگردان حیات کے قائل ہیں۔ حضرت مرحوم نے ساری زندگی غورغشتی کی مسجد میں درس دیا۔ باقاعدہ مدرسہ نہ بنایا۔ آپ کے فرزند ارجمند مولانا محمد ابراہیم جی نے احباب کے اصرار پر جامعہ نصیریہ کی بنیاد رکھی۔ اب یہ ادارہ اٹک ضلع کے بڑے اداروں میں شمار ہوتا ہے۔ سینکڑوں طلبہ کرام زیر تعلیم ہیں۔ مدرسہ کا اہتمام مولانا زبیر احمد سنبھالے ہوئے ہیں۔ ۲؍فروری ۲۰۲۲ء صبح دس بجے بیان ہوا۔

مدرسۃ العلوم الاسلامیہ بہبودی اٹک: مدرسہ کے بانی مولانا عبیدالرحمٰن تھے، ۱۹۹۵ء میں سنگ بنیاد رکھی، بیس اساتذہ کرام کی نگرانی میں ۴۸۶ طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ درجۂ سابعہ تک تعلیم ہوتی ہے، قبل از نماز ظہر بیان ہوا، کئی ایک طلبہ نے نام لکھوائے۔

جامعہ قاسمیہ خگوانی چوک حضرو: جامعہ کے بانی حافظ محمد رفیعؒ تھے، جو امام اہلسنت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کے مسترشدین میں سے تھے۔ پہلے یہ ادارہ حضرو شہر میں تھا۔ ۲۰۰۵ء سے خگوانی چوک منتقل ہوا۔ حافظ محمد رفیعؒ نے ۱۰؍محرم الحرام ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۷؍دسمبر ۲۰۱۰ء کو انتقال فرمایا۔ ان کے بعد مولانا حسین احمد مہتمم مقرر ہوئے، اس وقت ۱۷۰ طلبہ، ۲۴ اساتذہ کرام کی نگرانی میں زیر تعلیم ہیں۔ ۲؍فروری ظہر کی نماز کے بعد بیان ہوا۔

جامعہ خلفاء راشدین ویسہ: جامعہ میں دورۂ حدیث شریف تک اسباق ہوتے ہیں۔ ظہر کی نماز کے بعد جامعہ میں بیان ہوا، جس میں کئی ایک طلبہ نے کورس کے لئے نام لکھوائے۔

مولانا طوفانیؒ کے بھائی سے اظہارِ تعزیت: مولانا حافظ محمد اکرم طوفانیؒ ویسہ حضرو کے رہنے والے تھے۔ عصر کی نماز سے پہلے ان کے بھائی بابا شیرو سے ان کے گھر ملاقات ہوئی۔ مولانا طوفانیؒ کی تعزیت کی اور ان کی مغفرت کی دعا کی۔ اٹک کے مدارس کے بیانات میں راولپنڈی ڈویژن کے مبلغ مولانا محمد طارق سلمہ کی رفاقت حاصل رہی۔

چکوال کے مدارس میں بیانات

جامعۃ الحبیب: سلسلۂ نقشبندیہ کے معروف بزرگ مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ کی طرف منسوب ہے۔ جامعہ کے مہتمم مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی مدظلہ ہیں۔ دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ ۳؍فروری صبح نو بجے کے بعد بیان ہوا، جس میں طلبہ واساتذہ کرام نے شرکت کی۔

مدرسہ تدریس القرآن: صبح ۱۱ سے پونے بارہ بجے تک بیان ہوا۔ اس مدرسہ کے بانی مولانا عتیق الرحمٰن ہیں جو مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی نوراللہ مرقدہ کے مسترشدین میں سے ہیں، نیز استاذ الحدیث ہیں جو متحرک اور فعال شخصیت کے مالک ہیں۔ پورے ضلع چکوال میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالہ سے ان کی خدمات قابل قدر اور لائق تقلید ہیں۔ یہاں بھی کئی ایک طلبہ نے نام لکھوائے۔

جامعہ اظہارالاسلام میں بیان: جامعہ اظہارالاسلام کے بانی امام اہلسنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جو تحریک خدام اہلسنت کے بانی امیر، شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ ناموس صحابہ کی حفاظت کے لئے انہوں نے عظیم

الشان خدمات سرانجام دیں۔ جیلیں اور ہتھکڑیاں ان کے راستہ میں رکاوٹ نہ بن سکیں ان کی وفات کے بعد مدرسہ کا اہتمام مولانا جمیل الرحمٰن مدظلہ کے حصہ میں آیا۔ تحریک خدام اہلسنت کی امارت آپ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا قاضی ظہور حسین مدظلہ کے حصہ میں۔ تصوف میں آپ کے جانشین مولانا حبیب الرحمٰن سومرو مدظلہ قرار پائے۔ ماشاء اللہ! تمام شعبے متحرک وفعال ہیں۔

۳/جنوری ۱۲ بجے سے ۱۲ پچاس تک بیان ہوا۔ یہاں بھی دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ مولانا جمیل الرحمٰن اور ان کی ٹیم لائق تبریک ہے کہ انہوں نے حضرت قاضی صاحبؒ کے ذوق کے مطابق تعلیم وتعلم کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے۔

مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی مدظلہ کی خدمت میں: موصوف اپنے والد محترم حضرت اقدس پیر غلام حبیب نقشبندیؒ کے جانشین ہیں۔ والد محترم کی مساجد اور ان کے مدارس کا نظام سنبھالا ہوا ہے۔ شوگر کے مریض ہونے کی وجہ سے آنکھ کا آپریشن کامیاب نہ ہوسکا۔ جس کی وجہ سے پڑھنا لکھنا نہ ہونے کے برابر ہے۔ پچھلے دنوں ان کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہوا۔ جس کا صدمہ ان کے چہرہ مہرہ سے عیاں تھا۔ ۳/جنوری کو مدارس کے بیانات سے فارغ ہوکر ان کی خدمت میں حاضری دی، تعزیت کا اظہار کیا اور ان سے دعاؤں کی درخواست کی اور دعائیں لے کر اگلے سفر پر سرگودھا کی طرف روانگی ہوئی۔

سرگودھا میں ایک روز

موتی مسجد بلاک ۲ کے خطیب مولانا عبدالرشید مدظلہ ہیں جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے ناظم اعلیٰ ہیں، ان کے حکم پر بارہ سے ساڑھے بارہ بجے تک موتی مسجد میں بیان ہوا، جبکہ خطبہ جمعہ جامع مسجد عمر فاروق لکڑ منڈی میں دیا۔ جمعہ کی نماز کے بعد دفتر ختم نبوت میں ماہوار تربیتی نشست ہوئی۔ جس میں مقامی علماء کرام کے علاوہ راقم نے بیان کیا، اپنے بیان میں مولانا محمد اکرم طوفانیؒ کو ان کی عظیم الشان خدمات پر شاندار خراج تحسین پیش کیا اور جماعتی کارکنوں سے استدعا کی کہ مولانا طوفانیؒ کے بعد مرکزی مجلس کے فیصلہ کے مطابق مولانا محمد خالد عابد سلمہ مبلغ ہوں گے، لہٰذا جس طرح آپ لوگ مولانا طوفانیؒ سے تعاون کرتے تھے اور وہ بھی مولانا کی ذات کے لئے نہیں بلکہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے لہٰذا اب بھی یہ تعاون جاری رہنا چاہئے۔

جامع مسجد اکبری کوٹ فرید: جامع مسجد میں مولانا غلام مجتبیٰ کی استدعا پر مقامی جماعت نے ۴/فروری کو عشاء کے بعد درس و بیان رکھا، جس میں کثیر تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی۔

مقدمہ بہاولپور کے فیصلہ کی یاد میں

تقریب: مقدمہ بہاولپور کا فیصلہ ایک عظیم الشان فیصلہ ہے، جو برصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں سب سے پہلا فیصلہ ہے اور جو قادیانیت کے کفر پر پہلی کیل ہے، جو بہاولپور کے چولستان سے ٹھونکی گئی۔ اس مقدمہ کا پس منظر یہ ہے کہ مہند ایک بستی ہے، جو ترنڈہ محمد پناہ کے قریب واقع ہے۔ مہند کے مولوی الٰہی بخش مرحوم نے اپنی بیٹی عائشہ بی بی کا نکاح اپنے ایک قریبی عزیز عبدالرزاق سے کیا، کچھ عرصہ بعد عبدالرزاق قادیانی ہوگیا اور اپنی منکوحہ کی رخصتی کا مطالبہ کیا۔ مولوی الٰہی بخشؒ نے یہ کہہ کر رخصتی کرنے سے انکار کردیا کہ تو قادیانی ہونے کی وجہ سے مرتد ہوگیا ہے اور میری بیٹی کے ساتھ تیرا نکاح برقرار نہیں رہا، اس نے احمد پور شرقیہ کی عدالت میں مقدمہ کردیا جو مختلف مراحل طے کرتے ہوئے بہاولپور کے چیف کورٹ میں پہنچا۔ قادیانی عبدالرزاق برملا کہتا تھا کہ مسلمان میرا مقابلہ نہیں کرسکتے، کیونکہ میری پشت پر قادیان کا خزانہ ہے تو اہالیان بہاولپور نے ایک تنظیم قائم کی، جس نے کیس کی تمام مالی ضروریات پورا کرنے کا اعلان کیا۔ بہاولپور کے علماء کرام بالخصوص جامعہ عباسیہ کے انچارج شیخ الجامعہ حضرت مولانا غلام محمد گھوٹویؒ، حضرت مولانا محمد صادق بہاولپوریؒ نے کیس کو اس کے منطقی انجام تک پہنچانے کا تہیہ کرلیا۔ دارالعلوم دیوبند سے امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے رابطہ قائم کیا۔ حضرت علامہ اس وقت ڈابھیل کا ارادہ فرما چکے تھے۔ جہاں آپ شیخ الحدیث کے عظیم منصب پر فائز تھے تو آپ اپنے شاگرد علماء کرام کی ایک جماعت مولانا ابوالوفا شاہ جہان پوریؒ، مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ کے ساتھ تشریف لائے اور آپ نے عدالت کے سامنے علوم و معارف کے دریا موجزن کردیئے۔ آپ کا بیان اتنا وقیع اور علمی تھا کہ جج محمد اکبر مرحوم ومغفور نے شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹویؒ سے درخواست کی کہ آپ اپنے جامعہ کا کوئی استاذ یا منتہی طالب علم دیں، جو حضرت شاہ صاحب کا بیان تحریر کرسکے تو شیخ الجامعہ نے بہاولپور کی مشہور سیاسی شخصیت علامہ رحمت اللہ ارشدؒ کی ڈیوٹی لگائی جو جامعہ عباسیہ میں علامہ کی آخری ڈگری کے طالب علم اور ذہین انسان تھے تو انہوں نے حضرت شاہ صاحبؒ کا بیان تحریر فرمایا۔

چھ لاکھ احادیث نبویہ کے حافظ: راقم ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک بہاولپور میں مبلغ رہا۔ علامہ رحمت اللہ ارشد صاحبؒ کی خدمت میں وقتاً فوقتاً حاضری رہی۔ مجلس کا دفتر ماڈل ٹاؤن بی میں تھا، اور علامہ صاحب کا گھر غالباً محلّہ عام خاص میں تھا۔ ایک مرتبہ راقم سابق زونل خطیب محکمۂ اوقاف قاری محمد یوسفؒ کی معیت میں شہر کی طرف آ رہا تھا کہ علامہ صاحبؒ اپنے مکان کے لان میں کئی ایک احباب کے ساتھ براجمان تھے، تو ہم بھی حاضر ہوگئے۔ ہمیں دیکھ کر علامہ صاحبؒ نے ختم نبوت مقدمہ بہاولپور کا ذکر شروع فرمادیا۔ راقم نے عرض کیا کہ حضرت امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی کوئی خاص بات ارشاد فرمائیں۔ حضرت علامہ نے فرمایا کہ حضرت شاہ صاحبؒ میر سراج الدین مرحوم کے ڈیرہ پر تشریف فرماتھے کہ ایک صاحب آئے باتوں باتوں میں انہوں نے کہا کہ سنا ہے امام بخاریؒ کو پانچ لاکھ احادیث یاد تھیں، اس پر فرمایا:

”بھائی! اس پر تعجب کی کیا بات ہے؟
تحدیثِ نعمت کے طور پر کہتا ہوں، اس گئے
گزرے دور میں اس ناچیز (شاہ صاحبؒ)
کو چھ لاکھ احادیث نبویہ یاد ہیں۔“

حضرت شاہ صاحبؒ نے دیوبند واپس جاتے ہوئے فرمایا: ”مجھے امید ہے کہ کیس کا فیصلہ میری وفات کے بعد ہوگا۔ مولانا محمد صادق بہاولپوریؒ کو فرمایا کہ: ”میرے مرنے کے بعد میری قبر پر آ کر اس کی خوشخبری سنانا۔“ چنانچہ مولانا محمد صادقؒ دیوبند تشریف لے گئے اور حضرت شاہ صاحبؒ کی قبر مبارک پر فیصلہ سنایا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی مدظلہ لائق تبریک ہیں کہ وہ کئی سالوں سے اس فیصلہ کی یاد میں ۷؍فروری کو تقریب منعقد کرتے ہیں۔ امسال بھی انہوں نے پریس کلب کے تعاون سے پریس کلب میں ۷؍فروری کو صبح ۱۱بجے سے ایک بجے تک ۷؍فروری ۱۹۳۵ء کے یادگار فیصلہ کی یاد میں تقریب منعقد کی۔ جس کی صدارت مقامی امیر مولانا مفتی عطاء الرحمٰن مدظلہ نے کی۔ جس سے بریلوی مکتب فکر کے مولانا مفتی محمد کاشف سعیدی، پروفیسر عون محمد سعیدی، جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا مفتی محمد مظہر اسعدی، جامعہ دارالعلوم اسلامی مشن کے شیخ الحدیث مولانا عبدالرزاق، سابق صدر پریس کلب جناب نصیر احمد ناصر، جناب ملک مجیب اللہ بھٹہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا محمد اسحاق ساقی، محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد صہیب مصطفیٰ نے سرانجام دیئے۔ مقررین نے جج محمد اکبرؒ، والیٔ ریاست نواب محمد صادق عباسیؒ، شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹویؒ، مولانا محمد صادق بہاولپوریؒ کی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔

حاجی سیف الرحمٰنؒ کے فرزندان سے اظہار تعزیت: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے سابق امیر حاجی سیف الرحمٰن انصاریؒ کے فرزندان محمد اکرام انصاری، محمد رضوان، محمد نعمان، محمد عثمان سے ملاقات کی اور ان سے حاجی صاحبؒ کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی۔

جامع مسجد احمد پور شرقیہ میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس: مقامی احباب کی طرف سے مرکزی جامع مسجد احمد پور شرقیہ میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت مولانا قاری سیّد عبدالعلیم شاہ نے کی۔ کانفرنس سے مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا احمد علی سراج، شمس الدین رضائی بھتیجا خلیفہ قادیان، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی (راقم) اور دیگر نے خطاب کیا۔

جامعہ حنفیہ قادریہ ملتان: جامعہ کے بانی ہمارے حضرت مولانا عبدالحئی بہلویؒ کے خلیفہ مجاز مولانا محمد نواز سیّال مدظلہ ہیں۔ دارالعلوم کبیر والا سے ۱۹۷۲ء میں سند فضیلت حاصل کی۔ جامعہ باب العلوم کہروڑپکا سمیت کئی ایک مدارس میں استاذ رہے۔ علاقہ کے ایک صاحب خیر نے تقریباً دس کنال زمین مدرسہ کے لئے دی۔ آج مدرسہ میں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام درجات میں سینکڑوں طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ ۱۰؍جنوری صبح گیارہ سے ساڑھے گیارہ تک بیان ہوا، بیس ساتھیوں نے نام لکھوائے۔ ضلع ملتان کے مبلغ مولانا محمد وسیم اسلم سلمہ کی معیت حاصل رہی۔

جامعہ عمر بن خطاب نیو ملتان: جامعہ کے بانی معروف تبلیغی بزرگ مولانا کریم بخش مدظلہ ہیں۔ جامعہ ملتان کے اہم جامعات میں شمار ہوتا ہے۔ موصوف نے جامعہ خیر المدارس ملتان میں ۱۹۸۲ء میں دورۂ حدیث شریف کیا۔ نیو ملتان کے علاقہ میں تین منزلہ خوبصورت مسجد اور مدرسہ ہے۔ جامعہ میں سینکڑوں طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ ان کی ذرہ نوازی کہ انہوں نے احسن انداز میں راقم کا خود اعلان فرمایا اور مطالبہ کے وقت خود تحریص کی۔ پچیس طلبہ نے نام لکھوائے۔

جامع مسجد طوبیٰ مظفرگڑھ میں خطبۂ جمعہ: ۱۱؍فروری جمعۃ المبارک کا خطبہ مولانا حمزہ لقمان کی

تجویز اور مولانا عبدالستار خطیب طوبیٰ مسجد کی استدعا پر مذکورہ بالا مسجد میں دیا۔ سامعین نے بڑی توجہ سے سنا، اس طرح محسوس ہوتا تھا کہ یہ نئی باتیں ہیں جو پہلی مرتبہ اس مسجد میں ہورہی ہیں۔ موجودہ حکمرانوں کی قادیانیت نوازی بیان کرنے پر کچھ لوگوں کے چہرے متغیر ہوگئے۔

جامعہ احیاء العلوم مظفر گڑھ کا قدیمی ادارہ ہے جو قیامِ پاکستان سے بھی پہلے معرض وجود میں آیا۔ مولانا محمد عمر قریشیؒ ایک عرصہ تک اس کے مدیر رہے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند گرامی مولانا محمد سالمؒ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ بوقت تحریر مولانا محمد عاصم حفظہ اللہ مدیر ہیں۔ ۱۱/ فروری کو ختم بخاری اور دستار بندی کی تقریب تھی۔ راقم جب مدرسہ میں داخل ہوا تو دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا کے مہتمم اور شیخ الحدیث حضرت مولانا ارشاد احمد مدظلہ خطاب فرمارہے ہیں۔ ان کے بعد جامعہ خیرالمدارس ملتان کے صدر مفتی مولانا مفتی محمد عبداللہ مدظلہ نے فقہ حنفی کے مآخذ کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ جمعہ کی اذان ہوئی۔ خطبۂ جمعہ اور نماز کی امامت جامعہ خیرالمدارس ملتان کے شعبۂ حفظ وگردان اور تجوید وقرأت کے استاذ حضرت مولانا قاری محمد اقبال حفظہ اللہ نے کی۔ نماز جمعہ سے قبل جامعہ سے فراغت پانے والے حفاظ، قراءٔ اور علماء کرام کی دستار بندی کی گئی۔ دستار بندی کے عمل میں راقم کو بھی شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد کھانے اور نماز عصر کا وقفہ کیا گیا۔ عصر کی نماز کے بعد ڈیرہ غازی خان کی معروف روحانی شخصیت حضرت مولانا عبدالقادر ڈیرویؒ کے فرزند گرامی مولانا محمد احمد ڈیروی نے تعلیم کے حصول کے بعد کسی شیخ کی تربیت میں آنے کی اہمیت وافادیت پر زور دیا۔ راقم نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے امت مسلمہ کی ساڑھے چودہ سو سالہ قربانیوں کا اجمالاً تذکرہ کیا۔ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت، قادیانیوں کی ملک دشمنی، ان کے مقابلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کا تذکرہ کیا۔

دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا کے بانی: ہمارے دادا استاذ حضرت مولانا عبدالخالقؒ تھے جو تاحیات دارالعلوم کے مہتمم اور صدر رہے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے بھتیجا مولانا منظورالحقؒ مہتمم بنائے گئے جو امام الصرف تھے، بعد میں آنے والے صرف کے تمام اساتذہ کرام ان کے تلامذہ تھے۔ تیسرے مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا علی محمدؒ تھے، چوتھے مہتمم حضرت مولانا علی محمدؒ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا مفتی محمد انورؒ تھے۔ موجودہ مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا ارشاد احمد مدظلہ ہیں۔ دارالعلوم میں اہتمام کا قلم دان موروثی نہیں، صلاحیتوں کی بنیاد پر سپرد کیا جاتا ہے۔ موجودہ اہتمام کے زمانہ میں عظیم الشان سہ منزلہ جامع مسجد اور کئی ایک دارالاقامے تعمیر ہوئے۔ جو فن تعمیر کے شاہکار ہیں۔ حضرت مولانا مفتی حامد حسن مدظلہ ناظم تعلیمات ہیں، ان کی اجازت سے ۱۲/ فروری گیارہ بجے صبح مولانا محمد وسیم اسلم، مولانا عبدالستار گورمانی کی معیت میں بیان ہوا۔

جامعہ خالد ابن ولید وہاڑی: جامعہ کے بانی ہمارے استاذ جی حضرت حکیم العصر مولانا عبدالمجید لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کے مایۂ ناز شاگرد اور خلیفہ حضرت مولانا ظفر احمد قاسم مدظلہ ہیں۔ جامعہ آٹھ ایکڑ رقبہ پر محیط ہے۔ تعمیر میں اپنی مثال آپ ہے۔ خوبصورت، دیدہ زیب جامع مسجد طلبہ کی درسگاہیں اور درسگاہوں میں صفائی وستھرائی لائق تقلید ہیں۔ بانی جامعہ ایک عرصہ سے صاحبِ فراش ہیں۔ اللہ پاک نے انہیں تین صاحبزادوں سے سرفراز فرمایا ہے۔ بڑے فرزند ارجمند مولانا خلیل الرحمٰن ہیں جو وہاڑی شہر میں مدرسۃ البنات کے استاذ ہیں۔ منجھلے بیٹے مولانا عزیز الرحمٰن سلمہ ہیں جو مدرسہ کے ناظم الامور ہیں اور مہمانوں کی خدمت ان کے ذمہ ہے۔ چھوٹے فرزند ارجمند مولانا عبیدالرحمٰن سلمہ مدرس ہیں۔ آپ کے ایک تلمیذ رشید مولانا شکیل الرحمٰن سلمہ ہیں جو بہت ہی ذہین نوجوان ہیں، انہوں نے تعلیم وتدریس کے علاوہ استاذ محترم کی خدمت میں چوبیس گھنٹے اپنے آپ کو مصروف رکھا ہوا ہے۔ بانی جامعہ ایک عرصہ ہسپتال میں رہے تو مولانا شکیل الرحمٰن سلمہ ان کی خدمت میں مصروف رہے۔ شیخ کی عدم موجودگی میں شیخ کے فرزندان گرامی اور تلمیذ اساتذہ کرام نے باہمی مشاورت سے جامعہ کا نظم ونسق چلائے رکھا ہے اور اپنے استاذ اور والد کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت وہاڑی کے امیر محترم حافظ شبیر احمد مدظلہ کی وساطت سے ۱۲/ فروری عصر کا وقت مقرر ہوا۔ عزیزم مولانا محمد وسیم اسلم سلمہ نے بیان کیا اور چناب نگر کورس کی ترغیب دی، طلبہ نے شرکت کا ارادہ کیا۔

بلال مسجد دنیا پور میں جلسہ معراج: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دنیا پور کے امیر جناب محمد طیب عثمان کی دعوت پر بلال مسجد میں عشاء کی نماز کے بعد معراج النبی کے عنوان پر جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت ونعت کے بعد مولانا محمد وسیم اسلم اور راقم کے بیانات ہوئے۔

محترم ڈاکٹر دین محمد فریدی صاحب کے

قادیانیوں سے مناظرے

قاضی نذیر قادیانی کا پیشاب نکل گیا:

یہ واقعہ ۱۹۶۵ء سے شروع ہوا اور ۱۹۶۷ء کے آخر میں اختتام پذیر ہوا۔ واقعہ کچھ اس طرح ہے۔ ہومیوپیتھی کو سرکاری سطح پر تسلیم کرانے کے لئے ہم دوستوں نے ڈسٹرکٹ ہومیوپیتھک ایسوسی ایشن ضلع میانوالی قائم کی۔ بندہ اس کا سیکریٹری نشرواشاعت مقرر ہوا۔ ہر ماہ اجلاس ہوتا تھا، کچھ اجلاسوں کے بعد مشن سے ہٹ کر فرقہ واریت کی گفتگو چل پڑی، جسے ہم کنٹرول کرتے تھے۔

ہمارے اجلاس میں دو آدمی پُراسرار انداز سے آتے تھے اور مجھ سے دور دور رہتے۔ اسی طرح ایک اجلاس میں علیک سلیک کے بعد میں ابھی بیٹھا ہی تھا کہ ڈاکٹر عبدالکریم شاد نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ میں نے صدر اجلاس کو مخاطب کرکے کہا کہ ہم یہاں فن ہومیوپیتھی کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں، مگر کچھ عرصہ سے میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ ہم اپنے مشن سے ہٹ کر کہیں اور جارہے ہیں۔

ابھی ڈاکٹر عبدالکریم صاحب نے جس قسم کے الفاظ استعمال کئے ہیں وہ اس اجلاس کی سراسر منافی ہیں۔ ایسی پھوٹ ہم میں صرف ایک طبقہ ڈالتا ہے اور وہ ہے قادیانی۔ کہیں ڈاکٹر صاحب کسی قادیانی کے زیراثر تو نہیں آ گئے؟ ابھی صدر اجلاس بولے نہیں تھے کہ ان پُراسرار آدمیوں میں سے ایک بول اٹھا کہ دیکھو جی! سوال ان سے کچھ ہوا اور یہ احمدیت کو طعنہ دے رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ کون ہیں؟ میرے قریب ڈاکٹر دیوان عبدالرشید صاحب بیٹھے تھے، اس نے کہا کہ یہ قادیانی مربی ہے۔ میں نے کہا کہ اس کا ہمارے اجلاس میں کیا کام ہے؟ کیا یہ ہومیوپیتھک ڈاکٹر ہے؟ اس نے کہا کہ میں ہومیوپیتھ ڈاکٹر تو نہیں مگر مجھے ہومیوپیتھی سے عقیدت ہے۔ ڈاکٹر نور خان میرے دوست ہیں اور میں انجمن کو ماہانہ چندہ دیتا ہوں۔ میں نے کہا کہ تم دس روپے ماہوار چندہ دے کر ہمارا ایمان خراب کررہے ہو اور ہمارے اندر انتشار پیدا کر رہے ہو۔ اجلاس سے فوراً نکل جاؤ، ورنہ میں تمہیں نکالنا جانتا ہوں۔

قادیانی اس ایسوسی ایشن میں دراصل مجھ سے خائف تھے کیونکہ میرا قریبی تعلق مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولانا محمد علی جالندھری سے تھا۔

اجلاس میانوالی شہر میں ہوتے تھے۔ مجھے ہرنولی سے جانا پڑتا اور کام بھی ہوتے تھے۔ قادیانیوں نے میانوالی میں ایسوسی ایشن کے اہم داعی ڈاکٹر نورخان صاحب پر اثر ڈال لیا تھا، ہر وقت اس کا گھیراؤ رکھتے تھے، کیونکہ قادیانی مرکز ڈاکٹر صاحب کی دکان کے قریب تھا۔ اجلاس ختم ہوا تو میں سیدھا حضرت مولانا محمد رمضان صاحب، موتی مسجد میانوالی کے ہاں جا پہنچا اور تمام حالات بتائے۔ مولانا صاحب نے اپنا ایک شاگرد محمد امیر، ڈاکٹر نور خان کی دکان پر چھوڑ دیا تاکہ وہ ہمیں تمام حالات بتائے۔ ہمیں تمام حالات ملنے لگے۔ میں نے ڈاکٹر نور خان صاحب سے دوٹوک بات کی۔ ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ میں تو مرزا غلام احمد کو ظلی نبی تسلیم کرچکا ہوں۔ ربوہ کا بھی کئی دفعہ چکر لگا چکا ہوں اور میرے ذہن کے مطابق یہ سچے ہیں۔ اب ان کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے کوئی نکتہ بتاؤ۔ ڈاکٹر نور خان کا پہلے تعلق بریلوی مکتب فکر سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں بات ڈالی، میں نے کہا کہ انہوں نے مرزا کے لئے درود ایجاد کررکھا ہے۔ ڈاکٹر نور خان کہنے لگا نہیں، درود تو صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہیں۔ میں نے کہا کہ پوچھ لو۔ یہ مرزا کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مانتے ہیں اور اس پر

> **مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے متعلق کہا:**
>
> کرمِ خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
>
> ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

درود بھیجتے ہیں۔ میں دوبارہ ڈاکٹر صاحب سے ملا تو انہوں نے کہا کہ تمہارے جانے کے بعد مرزائی مربی آیا تو میں نے یہ سوال کردیا کہ آیا مرزا غلام احمد قادیانی پر بھی درود نازل ہوا ہے۔ مربی اچانک کرسی سے اتر کر ادب سے نیچے بیٹھا اور مرزا غلام احمد قادیانی پر درود پڑھنے لگا۔ ڈاکٹر نور خان کہنے لگا کہ مجھ پر اس کا فراڈ ظاہر ہوگیا ہے۔ فریدی صاحب اب ان کو میدان سے بھگاؤ۔ میں نے کہا کہ تم مضبوط رہو، انشاء اللہ! ان کو میدان میں عبرتناک شکست ہوگی۔ مولانا محمد رمضان صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، تمام گفتگو بتائی۔ مولانا صاحب نے فرمایا کہ مدرسہ دار الہدیٰ بھکر کا سالانہ جلسہ قریب ہے۔ مولانا لال حسین اختر وہاں تشریف لارہے ہیں۔ تم بھی وہاں آجاؤ، وہاں کوئی فیصلہ کرتے ہیں۔ ہم نے مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر سے تفصیلی گفتگو کی۔ مولانا نے ۲۶؍مارچ ۱۹۶۶ کی تاریخ میانوالی کے لئے مقرر کردی اور میرے لئے حکم ہوا کہ تم وہاں پہنچ کر مرزائی مربی کو قابو کرو اور میری آمد خفیہ رکھو۔

مقررہ تاریخ پر میں حضرت مولانا محمد ابراہیم کے ہمراہ میانوالی پہنچا، جیسے ہی بس سے اترا تو مرزائی مربی گھبرایا ہوا اڈے پر دکھائی دیا۔ میں قریب گیا اور پوچھا جناب کیا بات ہے؟ یہ ہوائیاں کیوں اڑ رہی ہیں؟ مربی کہنے لگا کہ سنا ہے، لال حسین اختر آئے ہوئے ہیں۔ میں ہکّا بکّا رہ گیا کہ منصوبہ خفیہ تھا۔ اعلان کرکے غلطی کی گئی۔ مرزائی نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کیسے آئے؟ میں نے فوراً بات بنائی کہ میں بھی مولانا لال حسین اختر کا سن کر آیا تھا، مگر پتہ چلا کہ وہ تو چکڑالہ چلے گئے۔ یہاں غلط اعلان ہوا، اتنا کہہ کر مولانا ابراہیم صاحب کا ہاتھ پکڑا اور واپسی کی بس میں سوار ہوگیا۔ ساتھ ہی مولانا کا ہاتھ دبایا کہ خاموش رہیں، اگلے چوک پر بس سے اترا اور سیدھا وہاں پہنچا جہاں مولانا لال حسین اختر ٹھہرے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا کہ اعلان بلاوجہ کیوں ہوا۔ مولانا نے کہا کہ ایک ساتھی سے غلطی ہوگئی۔ اچھا ہوا تم نے سنبھال لیا، کچھ دیر کے بعد میں ڈاکٹر نور خان کے مطب میں گروبازار آیا، اتنے میں مرزائی مربی بھی آ گیا، مجھے دیکھتے ہی کہنے لگا کہ آپ تو واپس چلے گئے تھے پھر کیسے آ گئے؟ میں نے کہا کہ کچہری چوک میں ڈاکٹر صاحب نے دیکھ لیا، یہ مجھے لے آئے۔ گفتگو چلی، میں نے مرزائی مربی سے کہا کہ بھئی تم نے یہ کیا چکر چلا رکھا ہے؟ میدان میں آ کر بات کرو۔ ڈاکٹر نور خان کو فیصلہ کرنے میں آسانی ہو، مرزائی مربی کہنے لگا کہ بات کون کرے گا؟ میں نے کہا کہ بندہ حاضر ہے۔ مولانا محمد رمضان موجود ہیں، بات کرو۔ مرزائی ہمارے قابو میں آ گیا، ساتھ کے مکان میں رہائش جناب چوہدری یوسف صاحب مجسٹریٹ کی تھی۔ چوہدری صاحب، اعجاز یوسف صاحب ایڈووکیٹ کوئٹہ والے کے والد ہیں۔ ہم نے ان سے بات کی کہ آپ اس گفتگو میں بحیثیت صدر تشریف لائیں۔ ایک میاں صاحب تھے، ڈی ایف سی ضلع میانوالی۔ ان کے مکان پر بعد نماز عصر دونوں اطراف سے دس دس افراد گفتگو میں بیٹھ سکیں گے۔ میں یہ بات طے کرکے فوراً مسجد زرگراں قیام گاہ مولانا لال حسین اختر پہنچا تو مولانا صاحب نے بہت داد دی اور کہا کہ اب میں آگے خود سنبھال لوں گا۔ مگر ابھی میرا آنا ظاہر نہ ہو، بعد از نماز عصر دونوں فریق اکٹھے ہوئے۔ میں نے ڈاکٹر نور خان کا ہاتھ پکڑا اور دروازے میں کھڑا ہوگیا۔ مرزائی مربی نے کہا کہ پہلے تعارف ہو جائے۔ اس نے پہلے مرزائیوں کا تعارف کرایا۔ مسلمانوں کی جانب سے تعارف رمضان صاحب نے کرایا۔ جب مولانا لال حسین اختر کی طرف آیا تو مولانا نے از خود فرمایا کہ بندہ کو لال حسین اختر کہتے ہیں، اتنا کہنا تھا کہ مرزائی مربی کو جیسے شاک لگا، اٹھ کر کھڑا ہوا، کہنے لگا کہ میرے ساتھ دھوکا ہوا ہے اور بھاگنے لگا، میں دروازے میں ڈٹ کر کھڑا تھا، میں نے اس مربی کو پکڑا اور للکار کر کہا کہ بہت مدت ہوگئی، مسلمانوں کے ایمان خراب ہوئے۔ اب سامنے بیٹھو اور گفتگو کرو، اس مربی کی ایک ہی رٹ تھی کہ میں مناظرہ نہیں کرتا، میں بحث نہیں کرتا۔ میرے ساتھ دین محمد نے دھوکا کیا ہے۔ مولانا لال حسین فرمانے لگے کہ تمہارے ساتھ کون بحث کرتا ہے؟ آرام سے بیٹھو، وقت مقرر کرو، اپنے بڑوں کو لے آؤ اور مناظرہ کراؤ، مناظرہ کے اصول طے کرو۔ بڑی ردوکد کے بعد ۲۶؍اپریل ۱۹۶۶ء مناظرے کا دن طے ہوا۔ صدق و کذب مرزا، اجرائے نبوت و ختم نبوت اور حیات و وفات عیسیٰ علیہ السلام کی شرائط کی بنیاد پر مناظرہ ہونا قرار پایا۔ چوہدری محمد یوسف مجسٹریٹ نے آئندہ بھی صدارت قبول کرلی، ہم نے چوہدری صاحب کی صدارت اس وجہ سے رکھی تھی کہ اس وقت کئی اہم پوسٹوں پر میانوالی میں مرزائی لگے ہوئے تھے۔ انہوں نے دباؤ دینا تھا بعد میں ایک ماہ تک یہی چکر چلا، ڈی ایف سی صاحب کا مکان مناظرہ

کے لئے طے ہوا تھا، انہوں نے دباؤ کے پیش نظر جگہ دینے سے انکار کردیا۔ ڈاکٹر نور خان صاحب نے اپنے مکان واقع گرو بازار میں جگہ دی۔ چوہدری صاحب نے امن کی تمام تر ذمہ داری قبول کرلی، بہت سخت دباؤ تھا۔ ڈاکٹر صاحب کو بھی ہراساں کیا گیا۔ دونوں طرف سے پچیس پچیس آدمی مناظرے میں طے ہوئے، وقت مقررہ پر مرزائیوں کا مناظر قاضی نذیر لائل پوری اپنے ساتھیوں سمیت پہنچ گیا۔ مناظرہ کا وقت تین گھنٹے دس منٹ تھا۔ پہلی تقریر مرزائی نے کرنی تھی، پہلی تقریریں بیس بیس منٹ، بقایا دس دس منٹ تھیں۔ قاضی نذیر پہلی تقریر میں ''صدق و کذب'' مرزا کی بجائے حیات ووفات عیسیٰ علیہ السلام کی طرف نکلا، جوابی تقریر میں مولانا حسین اختر نے بیس منٹ میں بیس جواب دے کر سوالات کی بوچھاڑ کردی۔ مناظرہ چلتا رہا۔ سامعین مناظرہ نے قاضی نذیر کی بوکھلاہٹ کو اچھی طرح محسوس کرلیا۔ دوران مناظرہ مولانا لال حسین اختر نے حضرت حسینؓ کی توہین کا ذکر کیا۔ قاضی نذیر قادیانی نے اپنے وقت میں مرزا کے شعر کا غلط ترجمہ کیا۔ مولانا نے فوراً گرفت کی، مطالبہ کیا کہ مرزا کا لکھا ہوا ترجمہ صاحب صدر خود کرے۔ آخر کتاب صاحب صدر چوہدری محمد یوسف مجسٹریٹ کے پاس آئی۔ صاحبِ صدر نے مرزا کا ترجمہ پڑھا تو بات مولانا لال حسین اختر کی صحیح ثابت ہوئی۔

خاص بات یہ کہ آخری تقریر قاضی نذیر قادیانی کی تھی۔ قاضی نذیر نے بات سمیٹنے کے بجائے اپنا رعب قائم کرنے کے لئے مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔ مولانا لال حسین اختر نے فوراً قبول کر کے رعب دار آواز میں کہا کہ مجھے چیلنج قبول ہے۔ یہاں اسی وقت تین گھنٹہ دس منٹ مناظرہ ہوگا۔ مولانا نے زوردار آواز سے جیسے ہی مناظرہ کا چیلنج قبول کیا۔ قاضی نذیر کا بوکھلاہٹ میں پیشاب خارج ہوگیا اور ناک کی گندگی بھی بہہ نکلی اور مناظرہ سے انکار کردیا۔ صاحبِ صدر کے مطالبہ پر قاضی نذیر نے بھری مجلس میں مناظرے کا چیلنج واپس لیا، الحمدللہ! اس مناظرہ کا یہ اثر ہوا کہ ڈاکٹر نور خان اور اس کے تمام ساتھیوں کا ایمان محفوظ ہوگیا، مسلمان پوری طرح فتحیاب ہوئے۔

مربی مرزا کی کسرنفسی ثابت نہ کرسکا:

میانوالی ۲۶/اپریل ۱۹۶۶ء کے مناظرے مابین حضرت مولانا لال حسین اختر اور قاضی نذیر لائل پوری قادیانی کوسن کر ڈاکٹر نور خان صاحب مرحوم اور اس کے ساتھیوں کا ایمان بچ گیا۔ مگر اس مناظرے کی پاداش میں قادیانی ہائی کمان نے مناظرہ طے کرنے والے مربی کو تبدیل کردیا۔

تحفظ ختم نبوت کانفرنس دوڑ

دوڑ (قاری عبداللہ فیض) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دوڑ کے زیر اہتمام بروز پیر ۱۲/فروری ۲۰۲۲ء بعد نماز مغرب غوثیہ چوک دوڑ شہر میں سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس استاذ العلماء حضرت قاری جمیل احمد فاروقی صاحب مہتمم مدرسہ دارالعلوم حقانیہ جامع مسجد خالد بن ولید کی زیر صدارت منعقد کی گئی، بعد نماز مغرب پہلی نشست کا آغاز حافظ محمد نعمان جمیل نے تلاوت قرآن پاک سے کیا۔ حافظ حسین احمد جمیل نے حمد ونعت پیش کیں۔ بعد ازاں مقامی ذمہ دار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دوڑ مولانا محمد اسجد جمیل نے عقیدۂ تحفظ ختم نبوت اور ردقادیانیت پر بیان کیا۔ عشاء کی نماز پنڈال میں جماعت سے ادا کی گئی۔ بعد نمازِ عشاء دوسری نشست کا آغاز حافظ فیاض الحسن لاشاری نے تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ بعد ازاں فقیر حاکم علی بھرٹ صاحب نے ہدیۂ حمد ونعت ونظم پیش کیں۔ حضرت مولانا تجمل حسین صاحب (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ ڈویژن) نے کانفرنس کے اغراض و مقاصد اور ردقادیانیت پر بیان کیا، ان کے بعد استاذ العلماء حضرت مولانا قاری عبدالرشید صاحب (ناظم اعلیٰ دارالعلوم الحسینیہ شہداد پور) نے بیان کیا۔ حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب (مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی) نے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر بیان کیا اور حضرت مولانا یحییٰ عباسی صاحب نے خطاب کیا۔ عقیدۂ ختم نبوت پر مولانا محمد اسعد جمیل نے کلام پیش کیا اور حضرت مولانا عبداللہ سموں نے بیان کیا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا محمد اسجد جمیل نے انجام دیئے۔ کانفرنس کی تیاری میں مولانا محمد احمد صاحب نے بھرپور کردار ادا کیا۔ اختتامی دعا استاذ العلماء حضرت قاری جمیل احمد فاروقی صاحب نے کرائی۔ کانفرنس میں علاقہ بھر سے علماء کرام، مہتممین مدارس، اسکول وکالج اور تمام شعبۂ ہائے زندگی سے متعلق احباب نے بھرپور شرکت کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام ساتھیوں کے تعاون اور محنت وکوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔

اس کی جگہ نیا مربی تعینات ہوا، اس کی شکل سے میں واقف نہیں تھا، وہ مربی خصوصی ہدایات کے ساتھ آیا۔ ڈاکٹر نورخان کو دوبارہ گھیرنے کی کوشش کرنے لگا۔ ڈاکٹر صاحب سے ہمارا تو طبی تعلق تھا۔ ہرنولی سے ادویات وغیرہ لینے میانوالی جانا آنا اکثر ہوتا رہتا۔ ان دنوں مذہبی جلسوں کا بھی زور تھا۔ میں ذہنی مطابقت کی وجہ سے جمعیت علماء اسلام کا رکن اور ضلعی مجلس شوریٰ کا رکن بھی تھا۔ جب بھی میانوالی جانا ہوتا، ڈاکٹر نورخان صاحب سے ضرور ملتا۔ ایک دن ان کے مطب میں بیٹھا تھا۔ ڈاکٹر نورخان کے ساتھ ایک آدمی اور بھی تھا، جسے میں نہیں جانتا تھا۔ میرا منہ بازار کی طرف تھا۔ سڑک سے ڈی ایف سی میانوالی کا چپڑاسی گزرا، مجھے دیکھ کر زور سے سائیکل کی بریک لگائی۔ میں نے دیکھا کہ وہ مجھے اشارہ سے باہر بلا رہا ہے۔ کیونکہ ہم دونوں پہلے سے واقف تھے، میں اٹھ کر اس کے پاس گیا تو مجھے کہنے لگا کہ ڈاکٹر صاحب! آپ مرزائیوں کے پاس کیسے بیٹھنے لگ گئے ہیں؟ میں نے کہا کہ ڈاکٹر نورخان تو مرزائی نہیں، وہ تو مسلمان ہے۔ کہنے لگا کہ ساتھ میں مرزائی مبلغ جو بیٹھا ہے۔ میں بڑا حیران ہوا فوراً اللہ تعالیٰ نے دل میں بات ڈالی۔ میں نے کہا کہ آؤ تمہیں تماشا دکھاتا ہوں۔ وہ کہنے لگا کہ مجھے کام ہے، مجھے پہلے ہی خیال تھا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ یہ مرزائی ہے۔ میں واپس مطب میں داخل ہوا۔ ڈاکٹر نورخان شاعرانہ مزاج رکھتے تھے۔ میں نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ ڈاکٹر صاحب! مجھے ایک شعر کا مطلب سمجھا دیں، میری سمجھ میں نہیں آرہا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ کون سا شعر ہے؟ میں نے کہا کہ ایک شاعر کا یہ شعر ہے کہ:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

ڈاکٹر صاحب نے شعر سن کر کہا کہ یہ کس الو کے پٹھے نے شعر کہا ہے؟ میں نے کہا کہ یہ مربی صاحب بتائیں گے کہ یہ کس الو کے پٹھے کا شعر ہے؟ میرے اور ڈاکٹر صاحب کے مابین گفتگو سن کر مربی صاحب کا چہرہ فق ہوگیا اور ڈاکٹر نورخان سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ ڈاکٹر صاحب! میں نا کہتا تھا کہ دین محمد بڑا شرارتی ہے، اسے اپنے پاس نہ بیٹھنے دیا کریں، دیکھ لیا، ابھی کیا شرارت کی! میں نے کہا کہ مربی صاحب میں نے ڈاکٹر صاحب سے شعر کا مطلب پوچھا ہے۔ اس میں شرارت کی کیا بات ہے؟ یہ شعر آپ پڑھیں تو عقیدت سے مرزا کا الہام سمجھ لیں۔ میں نے پڑھ دیا تو شرارت ہوگئی۔ یہ ”درثمین“ میں مرزا قادیانی نے خود اپنے متعلق نہیں لکھا؟ شعر سن کر ڈاکٹر صاحب ہی نے کہا ہے کہ یہ کس الو کے پٹھے کا شعر ہے؟ میں نے تو نہیں کہا، جب آپ کے مرزا نے ایسے اشعار کہے ہیں تو برداشت کرو۔

مربی کہنے لگا: جی یہ کسرنفسی ہے، اللہ والے کسرِ نفسی میں اپنے کو گھٹاتے ہیں، بڑھاتے نہیں۔ سب بزرگوں نے کسرنفسی کی ہے۔ میں نے کہا کہ یہ بات تو چھوڑو مرزا نے اپنے آپ کو بڑھایا ہے کہ نہیں؟ اگر میں یہ ثابت کردوں کہ مرزا نے تو اپنے کو اتنا بڑھایا ہے کہ خدائی کا دعویدار بن گیا تو آپ کہیں گے کہ دین محمد شرارت کرتا ہے، مجھے یہ ثابت کردیں کہ تاریخ میں کسی بزرگ نے ایسی کسرنفسی کی ہو کہ اپنے آپ کو انسانوں کا....... کہا ہو، میں تمہاری مخالفت چھوڑ دوں گا۔ قریشی کہنے لگا: میں ثابت کردوں گا، میں نے کہا کہ کرو، کہنے لگا پھر ثبوت مہیا کروں گا۔ میں نے ڈاکٹر نورخان صاحب سے کہا کہ جب یہ ثبوت لائے، مجھے ہرنولی سے بلالیں۔

تقریباً ایک ہفتہ کے بعد میں میانوالی ڈاکٹر نور خان کے پاس گیا تو یہ دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب کی میز پر شیشہ کے نیچے نمایاں طور پر لکھا ہوا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے متعلق فرمایا:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

میں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب سناؤ، مربی کسرنفسی کا ثبوت لایا؟ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آپ کی بڑی مہربانی کہ میری جان ان خبیثوں سے چھوٹ گئی۔ باوجودیکہ مناظرے میں انہیں بڑی شکست ہوئی مگر یہ میرا پیچھا کسی صورت میں چھوڑنے کو تیار نہیں تھے۔ میں نے کئی دن مطالبہ کیا کہ کسرنفسی کا ثبوت لاؤ کہ اسلام میں کس بزرگ نے اپنے آپ کو کسرنفسی میں اتنا گرایا ہو؟ مگر وہ کوئی ثبوت مہیا نہ کرسکے۔ روزانہ ادھر ادھر کی باتیں کرتے اور تمہاری مخالفت میں بے سروپا کہانیاں بناتے رہے۔ میں نے تنگ آکر کل سے یہ شعر خوش خط لکھوا کر میز پر رکھ دیا۔ مربی نے کل جو دیکھا تو خاموشی سے چلا گیا اور اب تک نہیں آیا اور اس بازار میں یہ شعر مشہور ہوگیا۔ پتہ چلا ہے کہ اس نے بازار میں بھی آنا چھوڑ دیا، کیونکہ مسلمانوں کے ہاتھ حربہ آگیا ہے، جب بھی کوئی مسلمان مربی کو دیکھتا ہے تو زور سے آواز دیتا ہے کہ مرزا کون تھا؟ تو دوسرا زور زور سے یہ شعر پڑھنا شروع کردیتا ہے، اب ہمیں امید ہے کہ کوئی مرزائی ہمارے بازار کا رخ نہیں کرسکے گا۔ ☆☆

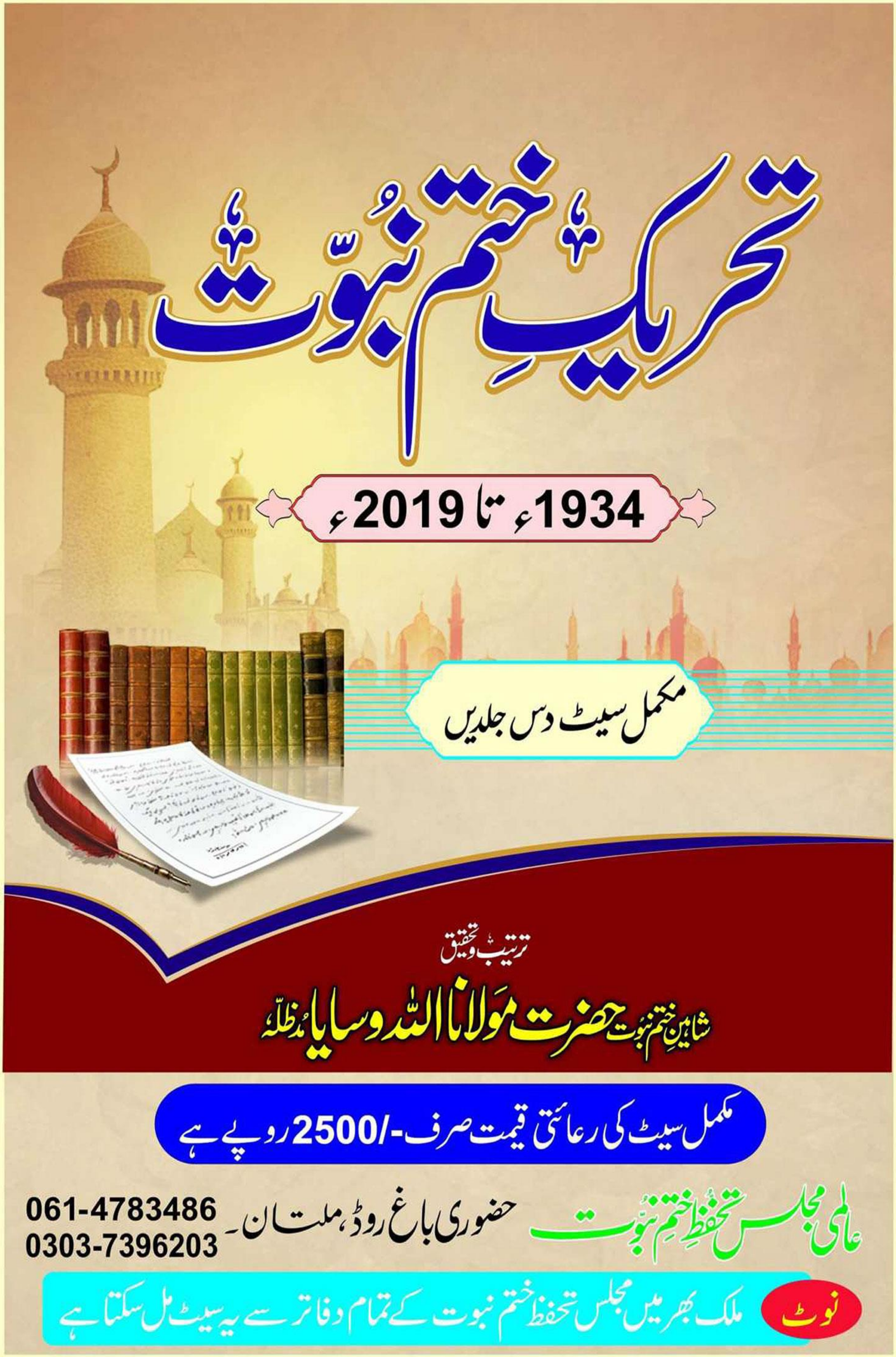
تحریکِ ختمِ نبوّت
1934ء تا 2019ء
مکمل سیٹ دس جلدیں
ترتیب وتحقیق
شاہینِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مکمل سیٹ کی رعائتی قیمت صرف -/2500 روپے ہے
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان۔
061-4783486
0303-7396203
نوٹ
ملک بھر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے یہ سیٹ مل سکتا ہے